نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیوں کے فضائل ومناقب کا مجموعہ

اثبات
بنات اربعہ
رضی اللہ عنہن

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیوں کے فضائل و مناقب کا مجموعہ

اثبات بنات اربعہ رضی اللہ عنہن

سرپرست

صاحبزادہ پیر سید محمد ظفر اقبال علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مصنف و مرتب

مولانا صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

جملہ حقوق بحق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

اثباتِ بناتِ اربعہ

ناشر — ملک شبیر حسین
سن اشاعت — نومبر 2009ء / ذیقعدہ 1430ھ
طابع — اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ — ورڈ میکر
سرورق — اے ایف ایس اینڈ پروڈکشن
0346-4653373
قیمت — -/120 روپے

ضروری التماس

[illegible]

ترتیب

انتساب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱
کبھی آپ نے سوچا؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲
عقیدہ بناتِ اربعہ قرآن کریم سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵
لہٰذا مسئلہ عام ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶
عقیدہ اہلسنت درست ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷
حضرت مناظر اعظم علیہ الرحمت کی بے نظیر وضاحت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸
حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمت کی وضاحت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸
حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمت کی وضاحت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰
اثباتِ عقیدہ بنات اربعہ اکابرین امت سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱
ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱
حضور علیہ السلام کی دو شہزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۲
ترتیب بنات اربعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳
حضرت سیدہ خدیجہ کے بطن اقدس سے سرکار علیہ السلام کی مکمل اولاد طاہرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳
ہجرت حضرت عثمان اور رقیہ بنت رسول حبشہ کی طرف (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۵
بنات اربعہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۶
سوائے حضرت ابراہیم کے تمام اولاد رسول حضرت خدیجہ سے ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۸

حضور علیہ السلام کے بڑے شہزادے حضرت قاسم تھے ۔۔۔ ۲۸
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے ۔۔۔ ۲۹
ان شانئک ھو الابتر (الآیت) کی شان نزول اور اولاد رسول ۔۔۔ ۳۰
شاہ مقوقس کا ہدیہ "حضرت ماریہ قبطیہ" حضور کیلئے ۔۔۔ ۳۳
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ زینب اور ان کی بیٹی امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ۔۔۔ ۳۴
نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت نکاح اور حضرت خدیجہ کی عمر مبارک ۔۔۔ ۳۵
حضرت قاسم کی ولادت ۔۔۔ ۳۷
حضور علیہ السلام کی اولاد امجاد کی تفصیل ۔۔۔ ۳۸
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد چھ نفوس قدسیہ ہیں ۔۔۔ ۴۱
امام زہری کی روایت ۔۔۔ ۴۲
سب سے بڑی شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت و وصال ۔۔۔ ۴۲
حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السلام کی محبت ۔۔۔ ۴۳
فضائل سیدہ زینب بربان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۔۔ ۴۴
سیدہ امامہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔۔۔ ۴۴
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل اولاد امجاد ۔۔۔ ۴۶
ان میں سے جن میں علماء کا اختلاف ہے ۔۔۔ ۴۶
سیدہ زینب بنت رسول کا انتقال حیات مبارکہ ظاہری نبی کریم میں ہوا ۔۔۔ ۴۷
سیدہ زینب کی مختصر سوانح ۔۔۔ ۴۷
حضرت امامہ بنت زینب سے حضرت علی کا نکاح ۔۔۔ ۴۸
حضرت شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد ۔۔۔ ۴۹
حضرت ملا معین کاشفی لکھتے ہیں ۔۔۔ ۴۹
علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری ۔۔۔ ۵۰

علامہ غلام رسول سعیدی شارح مسلم ۔۔۔ ۵۰
حضرت عثمان اور انکی زوجہ محترمہ رقیہ ۔۔۔ ۵۲
حضور علیہ السلام کا اپنی شہزادیوں کو مدینہ میں بلانا ۔۔۔ ۵۳
ملاں باقر مجلسی شیعہ اور بنات اربعہ ۔۔۔ ۵۴
حضرت عثمان کی شادی دوسری حضرت ام کلثوم اور انکی تاریخ ۔۔۔ ۵۵
ذکر حضرت زینب بنت رسول اللہ علیہ السلام ۔۔۔ ۵۶
حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابو العاص سے اور اولاد ۔۔۔ ۵۶
حضرت ابو العاص ایمان لے آئے ۔۔۔ ۵۷
سیدہ زینب کی ولادت و وفات ۔۔۔ ۵۷
سیدہ زینب بنت رسول اللہ کو غسل دینے والے؟ ۔۔۔ ۵۸
سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی بیٹی کی قبر میں اترے ۔۔۔ ۵۸
خلاصہ ذکر حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۔۔ ۵۹
حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔۔۔ ۶۰
حضرت ابو العاص اور جنگ بدر ۔۔۔ ۶۲
حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار بطور فدیہ ۔۔۔ ۶۳
سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت قریش کے مظالم ۔۔۔ ۶۵
حق افضل سا کبیر فرمان مصطفوی ۔۔۔ ۶۶
مسلک اہلسنت و جماعت ۔۔۔ ۶۶
سیدہ فاطمہ سب بنات رسول سے افضل ہیں ۔۔۔ ۶۶
ابو العاص کا قبول اسلام ۔۔۔ ۶۷
سیدہ زینب بنت رسول اور حضرت ابو العاص کی وفات ۔۔۔ ۶۹
سیدہ زینب بنت رسول کی اولاد امجاد ۔۔۔ ۶۹

نواسۂ رسول علی بن ابی العاص ۷۰

حضور ﷺ کی نواسی امامہ بنت زینب ۷۰

نماز کے دوران سیدہ امامہ کو گود میں اٹھانا ۷۰

نکاح امامہ بمطابق وصیت حضرت فاطمہ ۷۱

نکاح ثانی امامہ بمطابق وصیت حضرت علی ۷۱

مناقب امامہ بزبان نبی اکرم علیہ السلام ۷۱

نواسۂ رسول علی کی وفات ۷۱

ذکر حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷۳

سیدہ زینب سے چھوٹی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۷۳

حضرت عثمان سے نکاح رقیہ ۷۴

حضرت رقیہ کا اسلام لانا اور عتبہ کا ان کو چھوڑنا ۷۴

نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت ولادت رقیہ ۷۵

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ کیساتھ ہجرت حبشہ ۷۶

حضرت عبداللہ بن عثمان کی والدہ رقیہ ۷۷

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا ۷۷

بوقت وصال عبداللہ بن عثمان کی عمر ۸۱

رسول اللہ علیہ السلام کا اپنی شہزادی کے وصال پر گریہ فرمانا ۸۱

خلاصۂ ذکر حضرت رقیہ بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۸۳

عقد اول ۷۳

طلاق ۸۴

عتبہ یا عتیبہ ۸۵

ابو لہب ۸۶

حضرت عثمان سے نکاح ۸۶

سب سے اچھا جوڑا ۸۷

ارشاد رسول ۸۷

سیدہ رقیہ کی وفات ۸۸

سیدہ رقیہ کی اولاد ۸۸

ذکر ام کلثوم بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ۸۹

حضرت ام کلثوم کا نکاح بامر خداوندی ہوا ۹۵

مقام حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۹۶

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادیوں کا نکاح اللہ نے فرمایا ۹۷

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ۹۸

وصال حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۹۹

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا ۹۹

حضرت علی، فضل اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر شریف میں اتارا ۱۰۱

خلاصۂ ذکر حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰۱

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں ۱۰۳

ذکر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۰۵

سیدہ سلام اللہ علیہا کے القابات ۱۰۵

۱- زہرا ۱۰۵

۲- بتول ۱۰۶

نام نامی اسم گرامی کی وجہ تسمیہ ۱۰۶

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ۱۰۶

اولاد فاطمہ کا میں باپ ہوں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰۷

اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے ۱۰۷

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انسانی شکل میں حور ہیں ۔۔۔ ۱۰۸
فضائل سیدہ بزبان ام المومنین عائشہ صدیقہ ۔۔۔ ۱۰۸
خارجیوں سے سوال ۔۔۔ ۱۰۹
سیدہ فاطمہ اور ان کے محب جہنم سے آزاد ہیں ۔۔۔ ۱۱۰
فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے ۔۔۔ ۱۱۰
فاطمہ کی خوشی میری خوشی ہے ۔۔۔ ۱۱۱
جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔۔۔ ۱۱۱
سب سے زیادہ محبوب کون؟ ۔۔۔ ۱۱۳
نبی کریم علیہ السلام کا سیدہ سے اظہار محبت ۔۔۔ ۱۱۳
سب سے زیادہ فصیح اللسان ۔۔۔ ۱۱۴
میں فاطمہ سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں ۔۔۔ ۱۱۴
اے اہل محشر سر جھکالو آنکھیں بند کرلو ۔۔۔ ۱۱۵
مختصر سوانح سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا ۔۔۔ ۱۱۶
نام ونسب والقابات ۔۔۔ ۱۱۶
ولادت باسعادت ۔۔۔ ۱۱۶
غسل اول ۔۔۔ ۱۱۸
حضرت علی پاک سے سیدہ کا نکاح ۔۔۔ ۱۱۹
حکم خداوندی ۔۔۔ ۱۲۰
آسمانوں پر سیدہ کا نکاح ۔۔۔ ۱۲۱
سیدہ کا جہیز ۔۔۔ ۱۲۲
حق مہر ۔۔۔ ۱۲۳
امت کی شفاعت سیدہ کا حق مہر ۔۔۔ ۱۲۳
سیدہ کا وصال پر ملال ۔۔۔ ۱۲۵

سیدہ کی اولاد پاک ۔۔۔ ۱۲۶
اثبات بنات اربعہ از کتب معتبرہ شیعہ ۔۔۔ ۱۲۷
1۔شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتاب اصول کافی ملاحظہ ہو ۔۔۔ ۱۲۸
۲۔فروع کافی ۔۔۔ ۱۲۸
۳۔فروع کافی سہام الفول المقبول فی بنات الرسول ۔۔۔ ۱۲۸
۴،۵،۶۔القول المقبول فی بنات الرسول، تحفۃ العوام اور تہذیب الاحکام ۔۔۔ ۱۲۹
۷۔قرب الاسناد لابی العباس ۔۔۔ ۱۲۹
۸۔خصال لابن بابویہ ۔۔۔ ۱۳۰
۹۔کتاب الاستبصار ۔۔۔ ۱۳۱
۱۰۔مجالس المومنین ۔۔۔ ۱۳۲
۱۱۔مناقب آل ابی طالب ۔۔۔ ۱۳۲
۱۲۔کتاب الامالی ۔۔۔ ۱۳۲
۱۳۔مَنْ لَایَحْضُرُہُ الْفَقِیْہ ۔۔۔ ۱۳۳
۱۴۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ۔۔۔ ۱۳۳
۱۵۔مروج الذھب للمسعودی ۔۔۔ ۱۳۳
۱۶۔التنبیہ والاشراف للمسعودی ۔۔۔ ۱۳۳
۱۷۔شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام ۔۔۔ ۱۳۴
۱۸۔تفسیر مجمع البیان ۔۔۔ ۱۳۵
۱۹۔منہج الصادقین ۔۔۔ ۱۳۵
۲۰۔مسالک الافہام ۔۔۔ ۱۳۵
۲۱۔اعیان الشیعہ ۔۔۔ ۱۳۶
۲۲۔بحار الانوار ۔۔۔ ۱۳۶
۲۳،۲۴،۲۵۔ناسخ التواریخ ۔۔۔ ۱۳۷

۲۶-چہاردہ معصوم ۱۳۷
۲۷-المسوط ۱۳۸
۲۸،۲۹-شافی، تلخیص الشافی ۱۳۸
۳۰-منتخب التواریخ ۱۳۸
۳۱-حیات القلوب ۱۳۸
۳۲-منتہی الآمال ۱۳۹
۳۳-مروج الذہب ۱۳۹
۳۴-حیات القلوب ۱۳۹
۳۵-حیات القلوب ۱۴۰
۳۶-مرأة العقول ۱۴۰
۳۷-ذبح عظیم ۱۴۰
۳۸-انوار نعمانیہ ۱۴۰
۳۹-مرأة العقول ۱۴۱
۴۰-تنقیح المقال (فیصلہ کن بات) ۱۳۱
۴۱-ابن شہر آشوب ۱۴۱
۴۲-اخبار ماتم ۱۴۲
کتابیات ۱۴۳

انتساب

فقیر اپنی اس خالص عقیدت کو حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ النورانی، علی پوری کے حضور پیش کر کے ان سے نصرت و اعانت کا ملتجی ہے کیونکہ نہ علمی اثاثہ رکھتا ہے نہ تحریری تجربہ
بس اپنے مرشد گرامی کی دعاؤں کے سہارے قلم تھام لیا ہے اور وہی ملجا و ماویٰ ہیں۔

امید کرم کے ساتھ نگاہ لطف کا ملتجی

محمد مقبول احمد سرور
فیصل آباد

کبھی آپ نے سوچا؟

قارئین کرام!

کبھی آپ نے سوچا کہ یہ کتنا ظلم عظیم ہے۔

میرے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہزادیوں کو ابوّیت مصطفیٰ سے نکال کر کسی اور کی بیٹیاں کہا جا رہا ہے۔

اور ہم خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں جبکہ ارشاد باری ہے کہ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ، پ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۵) ملاؤ ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے۔

اگر کبھی آپ روحانی کانوں سے سنیں تو آپ کو بنات رسول کی آوازیں آج بھی سنائی دیں گی کہ

کیا اس ظلم عظیم کا سدِ باب کرنے والا کوئی نہیں ہے؟

اٹھیے اور

اپنے آقا علیہ السلام کی دختران مقدسہ کی ناموس کے لیے میدان عمل میں آیئے ان ظالموں کو بتا دیجئے کہ

جب تک اہلسنّت و جماعت کا ایک شیرخوار بچہ بھی موجود ہے عترتِ رسول پر کبھی آنچ نہ آنے دیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جناب زینب، رُقیہ اور اُم کلثوم میرے نبی کی ایسی ہی شہزادیاں ہیں جیسی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو پھر ان بدباطن دریدہ دہن لوگوں کا ایک شہزادی کا اقرار اور تین سے انکار کیوں؟ میری بالعموم ہر طبقہ سے اور بالخصوص وارثان محراب و منبر اور سجادگان خانقاہان اولیاء اللہ سے دست بستہ التماس ہے کہ اپنے آقا کی تمام شہزادیوں پر ایمان رکھنے والو آؤ مل کر ان کی عظمت و شان کا تحفظ کریں تا کہ اس ظلم عظیم کا خاتمہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر اور اس کا حبیب علیہ السلام ہم سے راضی ہو۔

دعا گو

محمد مقبول احمد سرورؔ
فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

عقیدہ بناتِ اربعہ قرآن کریم سے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیۃ ۵۹)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اپنی ازواج (مطہرات) اور اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو فرما دیجئے۔"

"اَزْوَاجِكَ" ازواج جمع ہے زوج کی اور زوج کہتے ہیں بیوی کو کیونکہ زوجہ کے ساتھ ۃ تانیث ہے تو زوجہ ایک بیوی اور ازواج کئی بیویاں۔ عربی اصول کے مطابق ایک کو واحد دو کو تثنیہ اور دو سے اوپر کو جمع بولتے ہیں تو لفظ ازواج کم از کم تین بیویوں پر بولا جائے گا اور "ک" ضمیر واحد مذکر مخاطب کی ہے جو کہ لعاقل (صیغہ واحد مذکر مخاطب) کے مطابق ہے لہٰذا ترجمہ یہ ہوگا کہ "اے حبیب آپ اپنی بیویوں کو فرما دیجئے" تو یہاں پر تمام بیویاں خطاب میں شامل ہیں۔ اس سے آگے "وَ" عاطفہ ہے اور حرف عطف مغایرت کے لیے آتا ہے یعنی اس واؤ نے ماقبل اور مابعد کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے آگے جو لفظ آ رہا ہے اس لفظ کا غیر ہے جو پہلے آ چکا ہے یعنی کہ ازواج اور بنات میں مغایرت ہے۔

"وَبَنٰتِكَ" بنات جمع ہے بنت کی اور بنت کہتے ہیں بیٹی کو بنت واحد یعنی

ایک ہی بِنتَانِ تثنیہ یعنی دو بیٹیاں اور بَنَاتٌ جمع یعنی دو سے زیادہ جتنی بھی ہوں تمام بیٹیاں اور ترجمہ یہ ہوا کہ "اے حبیب آپ فرما دیجئے اپنی (تمام) ازواج (بیویوں) کو اور اپنی (تمام) بیٹیوں کو" جس سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ جس طرح ازواج دو سے زیادہ ہیں اسی طرح بنات بھی دو سے زیادہ ہیں۔

"وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ" نِسَاءٌ جمع ہے نِسْوَةٌ کی اور نِسْوَةٌ واحد یعنی ایک عورت نِسْوَتَانِ تثنیہ یعنی دو عورتیں اور نِسَاءٌ جمع یعنی دو سے اوپر تمام عورتیں اور یہاں نساء مضاف ہے مؤمنین کی طرف بخلاف "اَزْوَاجِكَ اور بَنَاتِكَ" کے کیونکہ یہ دونوں الفاظ "كَ" ضمیر مخاطب کی طرف مضاف ہیں تو اس تشریح و توضیح سے ثابت ہوا کہ "اَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ" میں نبی کریم علیہ السلام کی بیویاں اور بیٹیاں مراد ہیں اور "نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ" میں مسلمانوں کی عورتیں مراد ہیں۔

لفظ نِسَاء عام ہے۔

لفظ نسوۃ عام ہے۔ بیوی، بیٹی، ماں، بہن سب پر بولا جاتا ہے کیونکہ سب عورتیں ہیں مگر جب کسی خاص فرد کی طرف مضاف ہو تو اس مناسبت سے ترجمہ ہوگا مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فرعون کی قوم اپنی نساء کو باقی رکھتی اور بیٹوں کو ذبح کر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم میں ہے کہ

يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ (ابراہیم ۶)

"وہ ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ رکھتے تمہاری عورتوں کو۔"

اگرچہ لفظ نساء تمام عورتوں پر بولا جاتا ہے مگر اس مقام پر بیٹیاں مراد ہیں کیونکہ اَبْنَاءَكُمْ کے مقابلہ پر نِسَاءَكُمْ فرمایا گیا ہے تو اس قرینہ نے بیٹیاں متعین کر دیں اور دوسرا واقعۂ فرعون کا حکم جاری کرنا کہ بیٹوں کو ذبح کرو بھی یہ مفہوم متعین

کرتا ہے کہ بیٹیوں کو چھوڑ دو تو یہاں پر لفظ نساء بول کر بیٹیاں مراد لی گئی ہیں بخلاف "قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ" کے کہ یہاں نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ میں تمام عورتیں مؤمنین کی مائیں بہنیں بیٹیاں بیویاں سب مراد ہیں اور نبی علیہ السلام کی بیویاں اور بیٹیاں اَزْوَاجِكَ اور بَنَاتِكَ میں متعین ہیں اس وضاحت سے یہ بات واضح ہوئی کہ بَنَاتِكَ میں قوم کی بیٹیاں مراد لینا درست نہیں جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی بیٹی تو ایک ہی ہے اور یہاں بَنَاتِكَ جمع کا لفظ قوم کی بیٹیوں کے لیے ہے کیونکہ وہ بھی حضور ہی کی بیٹیاں ہیں، اگر اسے درست مانا جائے تو اَزْوَاجِكَ سے مراد بھی معاذ اللہ قوم کی بیویاں مراد لینی پڑیں گی حالانکہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں کیونکہ تمام امت کی بیویاں بھی حضور کی روحانی بیٹیاں ہی ہیں تو اَزْوَاجِكَ میں حضور علیہ السلام کی اپنی ازواج مطہرات مراد ہیں اسی طرح بَنَاتِكَ میں بھی سرکار کی اپنی بیٹیاں (جسمانی شہزادیاں) مراد ہیں اور وہ کم از کم دو سے اوپر ہیں یعنی تین یا تین سے زائد ہیں مگر شیعہ حضور کی ایک صاحبزادی کے علاوہ باقی شہزادیوں کا انکار کر کے قرآن کریم کی اس نص قطعی کے منکر ہوتے ہیں۔ صرف اور صرف اس لیے کہ اگر باقی شہزادیاں تسلیم کر لیں تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم علیہ السلام کا داماد ماننا پڑے گا وہ اپنے من گھڑت عقیدہ کو برقرار رکھنے کے لیے قرآن کی آیت کے انکاری ہو جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

عقیدۂ اہلسنّت درست ہے

اہلسنّت و جماعت قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کریمہ کے پیش نظر حضور علیہ السلام کی چار شہزادیوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں اور سرکار عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکار نبی کریم علیہ السلام کا داماد مانتے ہیں جیسا کہ امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان

فاضل بریلوی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا

ثابت ہوا اہلسنت و جماعت کا عقیدہ بنات اربعہ بالکل درست اور قرآن کریم کے مطابق ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے چیلنج نہیں کر سکتی اور غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

حضرت مناظر اعظم علیہ الرحمت کی بے نظیر وضاحت

مناظر اعظم حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کی وضاحت میں ارقام فرماتے ہیں

۱- اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) تین اقسام کی عورتوں کا ذکر فرمایا اور تینوں پر لفظ جمع استعمال فرمایا (۱) ازواج، (۲) بنات، (۳) نساء المومنین۔ ان تینوں میں سے کسی لفظ میں واحد کا شائبہ ہی نہیں بنت کا لفظ واحد کہاں سے لاؤ گے؟

۲- بنات کا لفظ حقیقی بیٹیوں پر استعمال ہوتا ہے سوتیلی بیٹیوں پر نہیں ہوتا۔

۳- بنات کی اضافت اللہ تعالیٰ نے ''ک'' خطاب کی طرف فرمادی تاکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ثابت ہو جائے اگر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پچھلی لڑکیاں ہوتیں تو بَنَاتِ زَوجِكَ ہوتا وَبَنَاتِكَ میں ک اضافی نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں ثابت کر دیں۔

(مقیاس خلافت حصہ اول ص ۳۰۷ از مناظر اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوعہ انجمن ... لاہور)

حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمت کی وضاحت

مفسر شہیر حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

یہاں (اس آیت میں) حضور کی صاحبزادیوں کا جب ذکر آیا تو قرآن نے بنت ایک صاحبزادی نہیں فرمایا بلکہ جمع کا لفظ بنات استعمال کیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور کی ایک صاحبزادی نہ تھی بلکہ متعدد صاحبزادیاں تھیں اور شیعہ کی معتبر کتابوں میں بھی اس بات کی تصریح موجود ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں یہاں فقط دو حوالے پیش کرتا ہوں اصول کافی جو اس فرقہ کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں

وتزوج خديجة و هو ابن بضع و عشرين سنة فولدله منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقية وزينب و أم كلثوم وولدله بعد المبعث الطيب والطاهر و فاطمة عليها السلام

ترجمہ حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ سے شادی کی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس کے قریب تھی اور حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی، بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، اُم کلثوم، زینب اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ (اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

ان کی دوسری کتاب حیوۃ القلوب میں علامہ مجلسی رقمطراز ہیں

در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ (حیاۃ القلوب ص ۸۲۳)

ترجمہ قرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا ہوئی، طاہر، قاسم، فاطمہ، اُم کلثوم، رقیہ اور زینب

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص ۹۶)

ان روشن تصریحات کے باوجود جو لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں خاندان نبوت سے ان کی بے مہری اور بے مروتی محتاج بیان نہیں۔

حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمت کی وضاحت

مفسر العصر حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

فِی الْآیَۃِ رَدٌّ عَلٰی مَنْ زَعَمَ مِنَ الشِّیْعَۃِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ مِنَ الْبَنَاتِ اِلَّا فَاطِمَۃُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَبِیْھَا وَعَلَیْھَا وَسَلَّمَ وَاَمَّا رُقَیَّۃُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ فَرَبِیْبَتَاہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

اس آیت کریمہ میں شیعوں کے اس زعم باطل کا بھی رد ہے جو وہ کہتے ہیں کہ حضور کی صاحبزادیاں نہ تھیں سوا حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور حضرت رقیہ و ام کلثوم یہ دونوں ربیبہ تھیں۔
یعنی حضور کی ازواج پہلے خاوندوں کی بیٹیاں لائیں تھیں۔
تو آیت کریمہ میں یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ کیوں فرمایا؟ بنٰتک فرمانا تھا۔

اور بنات کے بعد عامہ مومنین کی خواتین کے لیے وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ ارشاد ہوا۔

تو ثابت ہوا کہ حضور کی متعدد صاحبزادیاں تھیں کم از کم تین ضرور تھیں اس لیے کو

جمع کا لفظ اَلْاِثْنَیْنِ پر آتی ہے تو ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کا خیال غلط ہے بلکہ بَنَاتُ النَّبِیِّ تین تھیں سیدہ زہراء، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔
(تفسیر الحسنات، جلد پنجم، ص ۲۱۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

علیٰ ھذا القیاس تمام مفسرین کرام نے بنات کے لفظ سے حضور کی چار صاحبزادیاں تحریر کی ہیں۔

اثبات عقیدۂ بنات اربعہ اکابرین امت سے

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا[1] کے بطن سے حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں تھیں

اِنَّمَا وَلَدُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ مِنْ خَدِیْجَۃَ اِلَّا

[1] حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سلسلۂ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے وہ طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ تھیں۔ جن کے والد اپنے قبیلے میں ممتاز تھے۔ مکہ میں آکر سکونت اختیار کی اور عبد الدار کے حلیف بنے۔

(طبقات ابن سعد ذکر خدیجہ، کتاب النساء بحوالہ سیرت النبی، جلد دوم، ص ۴۰۹، از شبلی نعمانی)

عامر بن لوی کے خاندان میں فاطمہ بنت زائدہ سے نکاح کیا ان کے بطن سے حضرت خدیجہ پیدا ہوئیں۔ ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی۔ ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام ہند تھا دوسرے کا حارث۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام بھی ہند تھا۔ اسی بنا پر حضرت خدیجہ ام ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ ہند نے اول اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفصل حلیہ ان ہی کی روایت سے منقول ہے نہایت فصیح و بلیغ تھے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل میں شریک تھے اور شہید ہوئے۔ (اصابہ ذکر ہند بحوالہ سیرت النبی، جلد دوم، ص ۴۰۲)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اِبْرَاهِيْمُ فَإِنَّهُ مِنْ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةِ وَوُلِدَ مِنْ خَدِيْجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ۔ (الاستیعاب، جلد اول ص ۲۲)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک کہ وہ تمام کی تمام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی مگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ وہ حضرت ماریہ قبطیہ سے تھے اور حضرت خدیجہ سے حضور کی چار بیٹیاں ہوئیں۔

حضور علیہ السلام کی دو شہزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں

لَا خِلَافَ فِيْ ذٰلِكَ أَكْبَرُهُنَّ زَيْنَبُ بِلَا خِلَافٍ وَبَعْدَهَا أُمُّ كُلْثُوْمٍ وَقِيْلَ رُقَيَّةُ وَهُوَ الْأَوْلٰى لِأَنَّ رُقَيَّةَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ قَبْلَ وَمَعَهَا هَاجَرَ إِلَى الْأَرْضِ الْحَبَشَةِ ثُمَّ تَزَوَّجَ بَعْدَهَا وَبَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ أُمَّ كُلْثُوْمٍ وَالصَّحِيْحُ إِنَّ أَصْغَرَهُنَّ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَعَنْ جَمِيْعِهِنَّ۔ (الاستیعاب، جلد اول ص ۲۲)

اس میں اختلاف نہیں کہ سب میں سے بڑی سیدہ زینب ہیں بلا اختلاف اور اس کے بعد ام کلثوم بعض نے کہا کہ اس کے بعد رقیہ ہیں اور وہ پہلی ہیں رقیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح فرمایا پہلے اور ان کے ساتھ ارض حبشہ کی طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) عتیق کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی چھ اولادیں ہوئیں، دو صاحبزادے کہ دونوں بچپن میں انتقال کر گئے، اور چار صاحبزادیاں حضرت فاطمہ زہرا و حضرت زینب، حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) (سیرت النبی، جلد دوم ص ۲۴۳)

ہجرت فرمائی۔ پھر ان کی وفات اور واقعہ بدر کے بعد حضرت ام کلثوم سے نکاح فرمایا اور صحیح یہ ہے کہ ان سب سے چھوٹی حضرت سیدہ فاطمہ تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

ترتیب بنات اربعہ

عَلٰى مَا تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِيْ تَرْتِيْبِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ زَيْنَبَ الْأُوْلٰى ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقَيَّةُ ثُمَّ الثَّالِثَةُ أُمُّ كُلْثُوْمٍ ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ (الاستیعاب جلد ثانی ص ۷۳۹)

نبی کریم علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کی ترتیب متواترات احادیث مبارکہ سے یوں ہے کہ حضرت سیدہ زینب پہلی، سیدہ رقیہ دوسری، سیدہ ام کلثوم تیسری اور پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء نبی کریم علیہ السلام کی چوتھی شہزادی تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

حضرت سیدہ خدیجہ کے بطن اقدس سے سرکار علیہ السلام کی مکمل اولاد طاہرہ

قَالَ قَتَادَةُ وُلِدَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ غُلَامَيْنِ وَأَرْبَعَ بَنَاتٍ
اَلْقَاسِمُ وَبِهِ كَانَ يُكْنٰى وَعَاشَ حَتّٰى مَشٰى
وَعَبْدُ اللّٰهِ مَاتَ صَغِيْرًا
وَمِنَ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ۔ (الاستیعاب جلد ثانی ص ۷۱۸)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے نبی کریم علیہ السلام کے دو شہزادے تھے اور چار شہزادیاں، حضرت

قاسم وہ صاحبزادے جن سے حضور کی کنیت ابو القاسم تھی وہ چلنے تک زندہ رہے۔ حضرت عبداللہ صغر سنی میں ہی فوت ہو گئے اور شہزادیوں سے حضرت فاطمہ، زینب، اُم کلثوم اور سیدہ رقیہ تھیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَوَلَدَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلْدَهُ كُلَّهُمْ إِلَّا إِبْرٰهِيْمَ

اَلْقَاسِمُ وَبِهٖ يُكْنٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَزَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَفَاطِمَةُ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ)

(سیرت ابن ہشام، جلد اول ص ۲۰۶)

ابن اسحاق نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد طاہرہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے سوائے حضرت ابراہیم کے پہلے صاحبزادے قاسم انہیں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ہوئی اور طاہر اور طیب اور زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

فَخَطَبَهَا إِلَيْهِ فَتَزَوَّجَهَا فَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادَهُ كُلَّهُمْ إِلَّا إِبْرَاهِيْمَ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَفَاطِمَةُ وَالْقَاسِمُ وَبِهٖ كَانَ يُكْنٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ وَالطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ۔

(تاریخ کامل ابن الاثیر، جلد ثانی ص ۲۰ - طبری جلد اول ص ۳۱)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم علیہ السلام نے پیغام نکاح دیا پھر ان سے نکاح فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تمام اولاد طاہرہ پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زینب، رقیہ، اُم کلثوم، فاطمہ اور قاسم جن

سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت (ابو القاسم) ہے اور عبداللہ اور طیب و طاہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) [1]

ہجرت حضرت عثمان و رقیہ بنت رسول حبشہ کی طرف (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

وَخَرَجَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَامْرَأَتُهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بقیہ تاریخ ابن خلدون، جلد ثانی ص ۸)

[1] معروف مورخ شاہ معین الدین ندوی رقمطراز ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد کے بارہ میں بڑا اختلاف ہے۔ مختلف روایتوں کی رو سے ان کی تعداد بارہ تک پہنچ جاتی ہے لیکن متفق علیہ بیان یہ ہے کہ چھ اولادیں تھیں۔ دو صاحبزادے قاسم اور ابراہیم اور چار صاحبزادیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ زہراء۔ بعض روایتوں میں دو اور صاحبزادوں طیب اور طاہر کا نام بھی ملتا ہے اس میں حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے باقی کل حضرت خدیجہ سے۔

قاسم سب سے پہلی اولاد تھے۔ ان کی پیدائش نبوت سے گیارہ بارہ سال پیشتر ہوئی تھی بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم انہیں کے نام پر تھی۔ سب سے آخری اولاد حضرت ابراہیم تھے جو ۸ھ میں پیدا ہوئے اور کل سولہ مہینے زندہ رہے۔ ان کی موت کے دن اتفاق سے سورج گہن ہوا۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ ابراہیم کی موت اس کا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تردید فرمائی کہ چاند اور سورج خدا کی نشانیاں ہیں کسی کی موت سے ان میں گہن نہیں لگتا۔ صاحبزادیوں میں زینب سب سے بڑی تھیں۔ یہ قاسم کے بعد پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابو العاص کے ساتھ ہوئی تھی۔ زینب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی میں ۸ھ میں انتقال کیا۔ ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ یادگار چھوڑی۔ آنحضرت امامہ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ نماز کی حالت میں بھی ان کو جدا نہ کرتے تھے۔ زینب سے چھوٹی رقیہ تھیں۔ ان کی شادی قبل از اسلام ابولہب کے بڑے لڑکے عتبہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ ظہور اسلام کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹے عتبہ سے طلاق دلوا دی۔ طلاق کے بعد حضرت عثمان سے شادی ہوئی۔ ان کا انتقال بھی آنحضرت کی زندگی میں غزوہ بدر کے زمانہ میں ہوا۔ انہی کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔

رقیہ سے چھوٹی ام کلثوم تھیں۔ ان کی شادی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے ساتھ ہوئی۔ انہیں بھی ابولہب نے طلاق دلوا دی تھی۔ حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ثابت ہوا سیدہ رقیہ حضرت عثمان غنی کی زوجہ اور نبی کریم علیہ السلام کی حقیقی صاحبزادی تھیں۔

بنات اربعہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

كَانَ أَوَّلُ مَنْ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ الْقَاسِمُ وَبِهٖ كَانَ يُكْنٰى ثُمَّ وُلِدَ لَهٗ زَيْنَبُ ثُمَّ رُقَيَّةُ

اور حضرت عثمان ابن عفان اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دی۔ شادی کے چھ سال بعد تک زندہ رہیں اور ۹ھ میں انتقال کیا۔

سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ (زہرا) تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علی سے ہوا۔ چونکہ لڑکیوں میں یہ سب سے چھوٹی تھیں اور ان کے علاوہ سب اولادیں آنحضرت کی حیات میں انتقال کر گئیں تھیں اس لیے آپ ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی زندگی میں دوسرا نکاح کرنا چاہا تو آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ میری لڑکی میرا جگر گوشہ ہے جس سے اس کو دکھ پہنچے گا مجھے بھی اس سے اذیت ہوگی۔ آپ کی نامرضی دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت فاطمہ کی زندگی بھر دوسری شادی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد جب حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا ان کی پانچ اولادیں تھیں۔ حضرت حسن، حضرت حسین، ام کلثوم، زینب، محسن، محسن کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ (تاریخ اسلام، جلد اول، ص ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱)

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ

ام المومنین سیدہ خدیجہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھ اولادیں ہوئیں۔

دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں

۱۔ سیدنا قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جنہیں کے نام پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ آپ ابھی چلنے کے قابل ہی ہوئے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وسلم نکلے (ہجرت حبشہ کے لیے)

ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ أُمُّ كُلْثُوْمٍ ثُمَّ وُلِدَ لَهٗ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسُمِّيَ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَأُمُّهُمْ جَمِيْعًا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ۔

(طبقات ابن سعد، جلد اول، ص ۱۳۳)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پہلے جگر گوشہ جو مکہ مکرمہ میں (اعلان) نبوت سے پہلے پیدا ہوئے وہ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور انہیں سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کنیت (ابوالقاسم) تھی پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں جو اولاد ہوئی وہ سیدہ زینب پھر سیدہ رقیہ پھر سیدہ فاطمہ پھر سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) تھیں پھر جو اسلام میں (اعلان نبوت کے بعد) جو پیدا ہوئے وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کا نام طیب وطاہر رکھا گیا اور اس تمام اولاد کی والدہ حضرت خدیجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے صاحبزادے کا نام عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ کا نہایت ہی چھوٹی عمر میں انتقال ہو گیا۔ آپ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے اس لیے اکثر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کے لقب ہی طیب وطاہر تھے

۳۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔

۴۔ سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں۔

۵۔ سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی تھیں۔

۶۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے سب سے زیادہ پیار فرمایا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد، باب الاول، جلد ۹، ص ۲۷۱، طبقات ابن سعد، جلد ۱، ص ۲۱۷، المعارف ابن قتیبہ، ص ۶۸، جمہرۃ الانساب العرب، ص ۱۶، حیات القلوب از ملا باقر مجلسی جلد ۲، ص ۲۵۸، منتہی الآمال از عباس قمی جلد ۱، ص ۱۰۸، اصول کافی، ص ۲۷۹، سیرت ابن ہشام، بحوالہ امہات المومنین ص ۱۰۶-۱۰۷، از علامہ قاضی رضا مصطفیٰ مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد)

بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

سوائے حضرت ابراہیم کے تمام اولادِ رسول حضرت خدیجہ سے ہوئی۔

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ

قال ابن اسحٰق

فَوَلَدَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلْدَہٗ کُلَّھُمْ اِلَّا اِبْرَاھِیْمَ اَلْقَاسِمَ وَکَانَ بِہٖ یُکْنٰی وَالطَّیِّبَ وَالطَّاھِرَ وَ زَیْنَبَ وَرُقَیَّۃَ وَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَۃَ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ثانی ص ۲۹۴)

ابن اسحاق نے کہا کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اقدس سے ہے سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (حضور کے ایک صاحبزادے) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے آپ کی کنیت (ابو القاسم) تھی اور طیب و طاہر اور سیدہ زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)۔

حضور علیہ السلام کے بڑے شہزادے حضرت قاسم تھے

اَکْبَرُ وَلَدِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَلْقَاسِمُ ثُمَّ زَیْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ اللّٰہِ ثُمَّ اُمُّ کُلْثُوْمٍ ثُمَّ رُقَیَّۃُ ثُمَّ فَاطِمَۃُ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ثانی ص ۲۹۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی اولاد حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر سیدہ زینب پھر حضرت سیدنا عبد اللہ پھر سیدہ

اُم کلثوم پھر سیدہ فاطمہ پھر سیدہ رقیہ
(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

حضرت ابراہیم بن رسول اللہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے

عن ابن عباس قال

کَانَ اَکْبَرُ وُلْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَاسِمُ ثُمَّ زَیْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ اللّٰہِ ثُمَّ اُمُّ کُلْثُوْمٍ ثُمَّ فَاطِمَۃُ ثُمَّ رُقَیَّۃُ فَمَاتَ الْقَاسِمُ وَھُوَ اَوَّلُ مَیِّتٍ مِنْ وَلَدِہٖ بِمَکَّۃَ ثُمَّ مَاتَ عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّھْمِیُّ قَدِ انْقَطَعَ نَسْلُہٗ فَھُوَ اَبْتَرُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ (اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ) قَالَ ثُمَّ وَلَدَتْ لَہٗ مَارِیَۃُ بِالْمَدِیْنَۃِ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ ذِی الْحِجَّۃِ سَنَۃَ ثَمَانٍ مِنَ الْھِجْرَۃِ فَمَاتَ ابْنَ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ شَھْرًا۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم ص ۳۰۶)

حضرت سیدنا ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی اولاد حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پس فوت ہو گئے قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ رسول اللہ علیہ السلام کی اولاد پاک سے سب سے پہلے فوت ہونے والے ہیں مکہ میں پھر فوت ہوئے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عاص بن وائل سہمی نے کہا (معاذ اللہ) یہ ابتر ہیں ان کی نسل منقطع ہو چکی ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر نازل فرمائی پھر فرمایا ابن عباس نے کہ حضرت ماریہ قبطیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ذی الحجہ ۸ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور وہ اٹھارہ ماہ کے تھے کہ فوت ہو گئے ہیں۔ [1]

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (الآیت) کی شانِ نزول اور اولادِ رسول

امام اجل حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

''امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے پاس چل کر گئے اور کہنے لگے بے شک یہ صابی آج کی رات بے نام ونشان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مکمل

[1] (تاریخ ابن کثیر اردو ترجمہ البدایہ والنہایہ، جلد پنجم، ص ۵۲۷، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

صاحب الفضل الموہبی تحریر کرتے ہیں کہ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ طاہر، طیب بیٹیاں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں۔

۱۔ حضرت زینب ۲۔ حضرت رقیہ ۳۔ حضرت ام کلثوم ۴۔ عمر میں سب سے چھوٹی اور مقام و مرتبہ میں سب سے اعلیٰ حضرت سیدہ فاطمہ ہیں۔ (انوار نبوت ترجمہ الفضل الموہبی ص ۱۹۷)

معروف مؤرخ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی تعداد میں بحث اختلاف ہے۔ متفق علیہ روایت یہ ہے کہ آپ کے چھ اولادیں تھیں قاسم ابراہیم، زینب رقیہ ام کلثوم فاطمہ ان تمام لڑکیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور ہجرت سے شرف اندوز ہوئیں لیکن ابن اسحاق نے دو صاحبزادوں کا اور نام لیا ہے طاہر و طیب اس بنا پر اولاد ذکور کی تعداد لڑکیوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ اس بارہ میں تمام اقوال جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بارہ اولادیں تھیں جس میں آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ لڑکیوں کی تعداد میں کسی قسم کا اختلاف نہیں البتہ صاحبزادوں کی تعداد میں سخت اختلاف ہے۔ مجموعی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے جن میں قاسم اور ابراہیم پر تمام راویوں کا اتفاق ہے حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے اور باقی حضرت خدیجہ سے تھیں۔

(زرقانی صفحہ ۲۲ بحوالہ سیرۃ النبی، جلد دوم، ص ۱۵۳ از علامہ شبلی نعمانی)

سورۂ کوثر نازل فرمائی۔''

(مجمع الزوائد، جلد ۶، ص ۳۰۹ (۱۱۵۲۶) دار الفکر بیروت بحوالہ تفسیر درمنثور جلد ششم، ص ۱۱۳۹ اردو مطبوعہ لاہور پاکستان)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم تھے پھر حضرت زینب پھر حضرت عبداللہ پھر حضرت اُم کلثوم پھر حضرت فاطمہ اور پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ پس حضرت قاسم فوت ہوئے آپ کی اولاد میں سے مکہ مکرمہ میں سب سے اوّل فوت ہونے والے یہی تھے پھر حضرت عبداللہ کا وصال ہوا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا تحقیق ان کی نسل تو کٹ گئی اور یہ ابتر ہو گئے تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے (اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ) نازل فرمائی۔

(تاریخ مدینہ دمشق جلد سوم ص ۱۲۸ دار الفکر بیروت بحوالہ تفسیر درمنثور جلد ششم ص ۱۱۳۹ اردو مطبوعہ لاہور پاکستان)

ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ الازہری بھیروی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

''ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے تولد ہوئے۔''

(تفسیر ضیاء القرآن، جلد پنجم ص ۶۸۶)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔

قاسم پھر زینب پھر عبداللہ پھر اُم کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى اَبِيْهِمْ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ پہلے قاسم کا انتقال ہوا پھر عبداللہ (جن کا لقب طیب و طاہر

ہے) واضح مطابقت دے گئے۔" (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۶۸۸)

صاحب تفسیر کمالین لکھتے ہیں کہ

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے صاحبزادے قاسم تھے۔ ان سے چھوٹی حضرت زینب تھیں ان سے چھوٹے حضرت عبداللہ تھے ان سے چھوٹی اُم کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ تھیں۔ پہلے حضرت قاسم کا پھر حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا اس پر عاص بولا

اِنَّ مُحَمَّدًا اَبْتَرُ لَا اِبْنَ لَهُ يَقُوْمُ مَقَامَهُ بَعْدَهُ فَاِذَا مَاتَ انْقَطَعَ ذِكْرُهُ وَاسْتَرَحْتُمْ مِنْهُ (معاذ اللہ)

بے شک محمد ابتر ہیں ان کا کوئی بیٹا نہیں جو ان کے قائم مقام ہو ان کے بعد پس جب یہ فوت ہو جائیں گے تو ان کا ذکر (معاذ اللہ) منقطع ہو جائے گا تو تم اس سے سکون حاصل کرنا اور خوش ہو جانا۔

یہ موقع دشمن کے خوش ہونے کا نہیں تھا مگر خوش ہو رہے ہیں کون؟ آپ کے چچا ابو جہل و ابولہب اور برادری کے عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کچھ ٹھکانہ ہے اس کمینہ پن اور دنایت کا اس حوصلہ شکن اور دل گداز حالات میں سورۂ کوثر نازل ہوئی جس میں آپ کو بڑی تسلی دی گئی اور آپ کے طبعی ملال و تکدر کو دور فرمایا گیا۔"

(تفسیر کمالین شرح اردو تفسیر جلالین جلد ۷ ص ۴۸۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

الغرض سورۂ کوثر کی شان نزول میں اکثر مفسرین نے سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار شہزادیاں تحریر کی ہیں جن میں سے شیعہ کتب کے حوالہ جات اپنے مقام پر بیان ہوں گے۔

شاہ مقوقس کا ہدیہ "حضرت ماریہ قبطیہ" حضور کیلئے

حافظ ابن کثیر دمشقی رقمطراز ہیں کہ

وَقَدْ وُلِدَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمُ وَهُوَ اَكْبَرُ وَلَدِهٖ وَبِهٖ كَانَ يُكْنٰى ثُمَّ زَيْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الطَّيِّبُ وَيُقَالُ لَهُ الطَّاهِرُ وُلِدَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَمَاتَ صَغِيْرًا ثُمَّ اِبْنَتُهٗ اُمُّ كُلْثُوْمٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ رُقَيَّةُ هٰكَذَا الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ثُمَّ مَاتَ الْقَاسِمُ بِمَكَّةَ وَهُوَ اَوَّلُ مَيِّتٍ مِنْ وَلَدِهٖ ثُمَّ مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ وُلِدَتْ لَهٗ مَارِيَةُ الْقِبْطِيَّةُ الَّتِيْ اَهْدَاهَا الْمُقَوْقِسُ صَاحِبُ اِسْكَنْدَرِيَّةَ وَاَهْدٰى مَعَهَا اُخْتَهَا شِيْرِيْنَ وَخَصِيًّا يُقَالُ لَهٗ مَابُوْرُ فَوَهَبَ شِيْرِيْنَ لِحَسَّانِ ابْنِ ثَابِتٍ فَوَلَدَتْ لَهُ ابْنَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَفِي الْقَرْضِ نَسْلُ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۳۰۷)

اور ان (حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قاسم پیدا ہوئے اور یہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور انہیں سے آپ کنیت کرتے تھے پھر زینب پھر عبداللہ پیدا ہوئے جنہیں طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپنے میں فوت ہو گئے پھر آپ کی بیٹی اُم کلثوم پھر فاطمہ اور پھر رقیہ پیدا ہوئیں پھر قاسم مکہ میں فوت ہو گئے اور یہ آپ کے پہلے فوت ہونے والے بیٹے تھے پھر عبداللہ فوت ہوئے پھر ماریہ قبطیہ کے بطن سے جسے مقوقس حاکم اسکندریہ نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا ابراہیم پیدا ہوئے اور ماریہ

کے ساتھ ان کی بہن شیریں اور خصی مابور کو بھی ہدیۃً دیا تھا۔ آپ نے شیریں حضرت حسان کو بخش دی جس سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا اور حسان ابن ثابت کی نسل ختم ہوگئی۔ (تاریخ ابن کثیر جلد پنجم ص ۵۸۱ مطبوعہ کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ زینب اور ان کی بیٹی امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

فَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ لِي غَيْرُ وَاحِدٍ كَانَتْ زَيْنَبُ أَكْبَرُ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ أَصْغَرُهُنَّ وَأَحَبُّهُنَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَ زَيْنَبَ أَبُو الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَوَلَدَتْ مِنْهُ عَلِيًّا وَأُمَامَةَ وَهِيَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُهَا فِي الصَّلٰوةِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَلَعَلَّ ذٰلِكَ كَانَ بَعْدَ مَوْتِ أُمِّهَا سَنَةَ ثَمَانٍ مِنَ الْهِجْرَةِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْوَاقِدِيُّ وَقَتَادَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ وَغَيْرُهُمْ وَكَأَنَّهَا كَانَتْ طِفْلَةً صَغِيْرَةً فَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَقَدْ تَزَوَّجَهَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِ فَاطِمَةَ وَكَانَتْ وَفَاةُ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فِي سَنَةِ ثَمَانٍ۔

(البدایہ والنہایہ، جلد پنجم، ص ۳۰۸)

عبدالرزاق بحوالہ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے کئی لوگوں نے بتایا ہے کہ حضرت زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں اور حضرت فاطمہ سب سے چھوٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو ان سب سے زیادہ محبوب تھیں اور حضرت زینب سے ابو العاص بن الربیع نے نکاح کیا جس سے علی اور امامہ پیدا ہوئے اور انہیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اٹھایا کرتے تھے اور جب سجدہ فرماتے تھے تو نیچے بٹھا دیا کرتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو اٹھا لیا کرتے تھے اور شاید یہ ان کی والدہ کی وفات کی وجہ سے تھا جو ۸ھ ہجری کو فوت ہوئی تھیں جیسا کہ واقدی قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ نے بیان کیا ہے گویا وہ چھوٹی بچی تھیں واللہ اعلم اور حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت علی نے ان سے نکاح کر لیا تھا اور حضرت زینب کی وفات ۸ھ ہجری میں ہوئی۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۵۲۹ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت نکاح اور حضرت خدیجہ کی عمر مبارک

ثُمَّ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَخَدِيْجَةُ ابْنَةُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَوَلَدَتْ لَهُ الْقَاسِمَ وَالطَّاهِرَ وَهُوَ الْمُطَهَّرُ مَاتَا قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَوَلَدَتْ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ زَيْنَبَ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَتْ أَكْبَرَ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رُقَيَّةَ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ ابْنُ أَبِي لَهَبٍ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ ثُمَّ وَلَدَتْ أُمَّ كُلْثُوْمٍ فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ رُقَيَّةَ ثُمَّ وَلَدَتْ فَاطِمَةَ فَتَزَوَّجَهَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ وَتُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ لِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي السَّنَةِ الْعَاشِرَةِ مِنَ النُّبُوَّةِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ

سِنِيْنَ وَهِيَ بِنْتُ خَمْسٍ وَّ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۲۱۷)

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا آپ کی عمر مبارک اس وقت پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی' نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اولاد حضرت خدیجہ سے قاسم اور طاہر نبوت کے اظہار سے پہلے ہی فوت ہو گئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو لڑکیاں پیدا ہوئیں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سب سے بڑی تھیں ان سے ابو العاص بن ربیع نے نکاح کیا پھر رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا پھر اس نے قبل دخول طلاق دے دی پھر ان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد نبوت نکاح فرمایا پھر ام کلثوم پیدا ہوئیں تو رقیہ کے بعد حضرت عثمان نے ان سے نکاح کیا پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں ان سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا اور دس رمضان المبارک نبوت کے ۱۰ ہجری میں تین برس ہجرت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پینسٹھ برس کی تھی۔

فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْجِعَهُ مِنَ الشَّامِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَوَلَدَتْ الْقَاسِمَ وَ عَبْدَاللّٰهِ وَهُوَ الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِأَنَّهُ وَلَدَ فِي الْإِسْلَامِ وَ زَيْنَبُ وَ رُقَيَّةُ وَ أُمُّ كُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَةُ ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۱۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک شام سے واپسی پر حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک پچیس برس کی تھی تو حضرت خدیجہ کے ہاں قاسم و عبداللہ پیدا ہوئے اور وہ طیب و طاہر ہیں ان کے یہ نام اس لیے رکھے گئے کہ وہ زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیاں حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

(رضوان اللہ علیہن وعلیہم)

حضرت قاسم کی ولادت

رَوَى ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَكْبَرُ أَوْلَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمُ وَكَانَتْ وِلَادَتُهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَبِهِ كَانَ يُكْنٰى ثُمَّ زَيْنَبُ ثُمَّ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ أُمُّ كُلْثُوْمٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ رُقَيَّةُ ۔ (تاریخ ابن عساکر، جلد ۱، ص ۲۵۲)

ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی اولاد حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کی ولادت اظہار نبوت سے پہلے ہوئی اور انہیں کی وجہ سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ابو القاسم تھی پھر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت عبداللہ پھر ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضور علیہ السلام کی اولادِ امجاد کی تفصیل۔

وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ مَاتَ وَلَدُهُ الْقَاسِمُ ثُمَّ مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بِمَكَّةَ
ثُمَّ وَلَدَتْ لَهُ مَارِيَةُ بِالْمَدِيْنَةِ إِبْرَاهِيْمَ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ
ثَمَانٍ مِنَ الْهِجْرَةِ فَمَاتَ ابْنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا، قَالَ هِشَامُ
ابْنُ الْكَلْبِيِّ قَدْ تَزَوَّجَ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَبُو الْعَاصِ ابْنُ رَبِيْعِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ
مَنَافٍ فَوَلَدَتْ لَهُ عَلِيًّا وَ أُمَامَةَ وَ تُوُفِّيَتْ سَنَةَ ثَمَانٍ مِنَ
الْهِجْرَةِ وَأَمَّا رُقَيَّةُ فَقَدْ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ ابْنُ أَبِيْ لَهَبٍ وَ تَزَوَّجَ
أُمَّ كُلْثُوْمٍ عُتَيْبَةُ بْنُ أَبِيْ لَهَبٍ فَلَمْ يَبْنِيَا بِهِمَا حَتّٰى بُعِثَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَبَّتْ
يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ قَالَ لَهُمَا أَبُوْهُمَا رَأْسِيْ مِنْ رَأْسِكُمَا حَرَامٌ
إِنْ لَّمْ تُطَلِّقَا ابْنَتَيْهِ فَفَارَقَاهُمَا وَلَمْ يَكُوْنَا دَخَلَا بِهِمَا فَتَزَوَّجَ
عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ رُقَيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللّٰهِ الَّذِيْ تُكَنّٰى بِهِ
وَبَلَغَ سِتَّ سِنِيْنَ فَنَقَرَهُ دِيْكٌ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَمَاتَ وَتُوُفِّيَتْ رُقَيَّةُ وَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ فَقَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ
الْمَدِيْنَةَ بَشِيْرًا بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهِ بِبَدْرٍ فَجَاءَ حِيْنَ سُوِّيَ
التُّرَابُ عَلٰى رُقَيَّةَ وَكَانَتْ صَبِيْحَةَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ
لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ
ثُمَّ تَزَوَّجَ عُثْمَانُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ فَمَاتَتْ عِنْدَهُ فِيْ شَعْبَانَ سَنَةَ
تِسْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ عِنْدِيْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهَا عُثْمَانَ وَ
تَزَوَّجَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَاطِمَةَ لِثَلَاثٍ بَقِيْنَ مِنْ شَهْرِ صَفَرٍ
مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ فَوَلَدَتْ لَهُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ
وَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ وَزَيْنَبَ وَ تُوُفِّيَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ۔

(تاریخ ابن عساکر، جلد ۳، ص ۲۴۲)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک سے پہلا جو فوت ہوئے وہ
حضرت قاسم تھے پھر حضرت عبد اللہ کا وصال مکہ میں ہوا پھر حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ماریہ سے حضرت ابراہیم مدینہ طیبہ میں ذی الحجہ
۸ ہجری میں پیدا ہوئے تو وہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے ہشام بن
کلبی نے کہا تحقیق حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے نکاح ابو العاص بن ربیع بن عبد العزّٰی بن شمس بن عبد مناف نے
کیا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابو العاص کے ہاں علی اور
امامہ پیدا ہوئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۸ ہجری میں
انتقال ہو گیا اور حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان
سے عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا اور حضرت اُمِ کلثوم بنت رسول اللہ علیہ
السلام سے عتیبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا ابھی (رخصتی نہیں ہوئی تھی)
کہ نبی کریم علیہ السلام نے اظہارِ نبوت فرمایا تو جب اللہ تعالیٰ نے تبت
یدا ابی لہب نازل فرمائی تو ان دونوں کو ان کے باپ ابولہب نے کہا
کہ میری سرداری کی سجادگی تمہارے لیے حرام ہو گی اگر تم نے محمد (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دونوں صاحبزادیوں (حضرت) رقیہ اور (حضرت) اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو طلاق نہ دی تو ان دونوں نے ان دونوں شہزادیوں کو قبل از آباد کرنے کے ہی چھوڑ دیا تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اور انہیں کے نام سے آپ کی کنیت (ابو عبداللہ) تھی چھ برس کی عمر کو پہنچے تو مرغ نے ان کی آنکھ پر چونچ ماری تو حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہو گیا[1]

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم غزوۂ بدر میں تشریف لے گئے تھے کہ حضرت سیّدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

پھر حضرت زید بن حارثہ غزوۂ بدر کی کامیابی کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ آئے تو حضرت سیّدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک ومنور پر مٹی ڈالی جا رہی تھی اور بدر کا واقعہ جمعہ کی صبح سترہویں رمضان المبارک ۲ ہجری میں ہوا پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ

[1] اس امر میں علماء مورخین کا زبردست اختلاف ہے بعض نے تو یہی لکھا ہے کہ وہ سات سال کے تھے اور مرغ کی ٹھونگ لگنے سے ان کی وفات ہوئی اور بعض نے اس روایت کو سختی کے ساتھ رد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ہجرت حبشہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش اگر ہجرت حبشہ کے پہلے سال لی جائے تو ہجرت مدینہ کے وقت ان کی عمر مبارک کم از کم آٹھ نو سال بنتی ہے اور اگر آپ کی ولادت کو قیام حبشہ کا آخری سال قرار دیا جائے تو ہجرت مدینہ کے وقت آپ کی عمر چار پانچ سال ماننا پڑے گی اس صورت میں بھی آپ نبی کریم علیہ السلام کی رحلت کے وقت ۱۶ یا ۱۷ سال کے کڑیل جوان تھے۔ اس یک ہی تجزیہ سے یہ بات غلط ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ کو دو یا چھ سال کی عمر میں آنکھ میں مرغ نے ٹھونگ ماری اور آپ فوت ہو گئے۔ یہ غلط ہے بلکہ آپ کی شادی ہوئی اور آپ صاحب اولاد ہوئے جن سے حضرت عثمان کی نسل پاک اب بھی موجود ہے۔

علیہ وآلہ وسلم سے نکاح فرمایا تو وہ بھی حضرت عثمان کے گھر شعبان ۹ ہجری میں فوت ہو گئیں اور ان سے کوئی بچہ نہ پیدا ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''اگر میرے پاس تیسری لڑکی کنواری ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان ہی سے کر دیتا۔''[2]

اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ستائیس صفر ۲ ہجری کو نکاح فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد امجاد حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (کے بطن اقدس) سے حضرت امام حسن حضرت امام حسین، حضرت اُم کلثوم بنت علی اور حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پیدا ہوئیں اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وصال سے چھ ماہ بعد رحلت فرما گئیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد چھ نفوس قدسیہ ہیں

علامہ زرقانی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

اِعْلَمْ اَنَّ جُمْلَةَ مَا اتُّفِقَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ سِتَّةٌ اَلْقَاسِمُ اَوَّلُهُمْ وَاِبْرَاهِيْمُ آخِرُهُمْ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ اَكْبَرُهُنَّ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَفَاطِمَةُ اَصْغَرُهُنَّ عَلَى الْاَصَحِّ (زرقانی، جلد ۳، ص ۱۹۴)

''جان لے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک جن پر سب کا اتفاق ہے وہ چھ ہیں ان میں سے سب سے پہلے حضرت قاسم ہیں اور سب سے آخر حضرت ابراہیم ہیں اور سرکار کی چار بیٹیاں ہیں سب سے

[2] اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ۔

ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا

بڑی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور رقیہ اور ام کلثوم اور سب سے چھوٹی حضرت سیدہ فاطمہ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)''

امام زہری کی روایت

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَوَّلُ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ تَزَوَّجَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَاَنْكَحَهُ اِيَّاهَا اَبُوْهَا خُوَيْلِدُ فَوَلَدَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ وَبِهِ يُكَنّٰى وَالطَّاهِرَ وَ زَيْنَبَ وَ رُقَيَّةَ وَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ (مستدرک شریف جلد ۷، ص ۰۷)

زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

''پہلی عورت جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت سے قبل ان سے نکاح فرمایا اور حضرت خدیجہ کا نکاح ان کے والد خویلد نے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے دوسرے صاحبزادے آپ کے طاہر ہیں اور چار صاحبزادیاں ہیں حضرت سیدہ زینب، حضرت سیدہ رقیہ، حضرت سیدہ ام کلثوم اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔''

سب سے بڑی شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ووصال

زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ اَكْبَرَ بَنَاتِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ السَّرَّاجُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْهَاشِمِيَّ يَقُوْلُ "وُلِدَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَنَةِ ثَلَاثِيْنَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاتَتْ فِيْ سَنَةِ ثَمَانٍ مِنَ الْهِجْرَةِ." (الاستیعاب جلد ۴، ص ۳۲۷)

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی تھیں محمد بن اسحاق السراج نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن محمد بن سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

''حضرت زینب بنت رسول اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک تیس برس تھی اور ۸ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔''

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السلام کی محبت

قَالَ اَبُوْ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِبًّا فِيْهَا اَسْلَمَتْ وَهَاجَرَتْ حِيْنَ اَبٰى زَوْجُهَا اَبُو الْعَاصِ ابْنُ الرَّبِيْعِ اَنْ يُّسْلِمَ وَلَدَتْ مِنْ اَبِي الْعَاصِ غُلَامًا يُقَالُ لَهٗ عَلِيٌّ وَجَارِيَةً اِسْمُهَا اُمَامَةُ" (الاستیعاب جلد ۴، ص ۳۲۷)

ابو عمر نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان (سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بہت محبت فرماتے' حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان ہو گئیں جبکہ

ان کے شوہر ابو العاص نے اسلام (قبول کرنے) سے انکار کر دیا۔ تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے ساتھ ہجرت کی ابو العاص سے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اس کو علی کہا جاتا ہے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اس کا اسم گرامی امامہ تھا۔

فضائل سیدہ زینب بزبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب ابو العاص اپنے شوہر سے واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر تشریف لائیں تو وہ سفر بہت تکلیف دہ تھا اور دشوار گزار جس سے آپ بہت نڈھال ہو گئیں اور زیادہ علیل بھی تو ان تکالیف کے پیش نظر سرکار فرمایا کرتے

هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ۔

(المستدرک للحاکم، جلد ۴، ص ۴۴، رحمۃ للعالمین، جلد ۲، ص ۹۶، زرقانی، جلد ۳، ص ۱۹۵)

"یہ (زینب) میری سب بیٹیوں سے افضل ہے میرے لیے اس کو بہت مصائب دیئے گئے۔"

سیدہ اُمامہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شہزادے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط رسول اور صاحبزادی سیدہ امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کے محبوب نواسہ اور نواسی تھے، حضرت علی بن ابو العاص نواسۂ رسول کو ان کے والد ابو العاص نے رضاعت کے لیے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایام رضاعت کے بعد مدینہ منورہ منگوا لیا اور ان کی تربیت اپنی گود مبارک میں فرمائی، فتح مکہ کے لئے بھی پروردۂ آغوش نبوت حضرت علی بن ابو العاص سبط رسول

اپنے نانا جان کی سواری مبارک پر آپ کے ردیف تھے۔

(آل رسول ص ۲۵، ۱۳۵، از حضرت محدث)

حضرت امامہ بنت ابو العاص رسول اللہ کی پیاری نواسی آپ کی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نور نظر تھیں جن سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے پناہ محبت تھی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات امامین کریمین طیبین طاہرین امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے دوش مبارک پر سوار کرتے تھے اسی محبت سے حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی اپنے مبارک کندھوں پر اٹھا لیتے تھے۔ (آل رسول ص ۱۲۵)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے اور اس دوران اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو العاص کی صاحبزادی کو اٹھائے ہوئے ہوتے۔

فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔ (بخاری شریف، جلد اول، ص ۷۴)

جب آپ سجدہ فرماتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہونے لگتے تو انہیں (بھی) اٹھا لیتے۔

صاحب نور الابصار حضرت علامہ مومن شبلنجی علیہ الرحمت فرماتے ہیں

فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا۔

(نور الابصار ص ۴۲، مطبوعہ مصر)

باقی کچھ تفصیلی حالات ہم خاص سیدہ زینب کے ذکر مبارک میں تحریر کریں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل اولاد امجاد

امام یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ
حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی چار صاحبزادیاں تھیں، ۱- حضرت زینب، ۲- حضرت رقیہ، ۳- حضرت اُم کلثوم اور ۴- حضرت فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور آپ کے صاحبزادوں کی تعداد تین تھی، ۱- سیدنا قاسم، ۲- سیدنا ابراہیم، ۳- سیدنا عبداللہ بعض لوگوں نے اس تعداد پر طیب مطیب طاہر اور مطہر کا اضافہ بھی کیا ہے۔ حضرت قاسم سب سے پہلے صاحبزادے ہیں جو بعثت سے پہلے پیدا ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت انہی کے نام سے تھی وہ چلنے تک زندہ رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دو سال تک زندہ رہے۔"

(از ابو محمد بیتائیف وعلامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص ۱۹۴ مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

ان میں سے جن میں علماء کا اختلاف ہے

حضرت امام قسطلانی شافعی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں کہ

"تم جان لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جملہ اولاد جن پر علماء کا اتفاق ہے ان میں سے چھ ہیں ان سب سے پہلے حضرت قاسم ہیں اور آخر حضرت ابراہیم اور آپ کی صاحبزادیاں چار ہیں جن میں بڑی زینب ہیں اور حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم اور حضرت فاطمہ ان سے اصغر ہیں یہ صحیح قول ہے اور چاروں صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے اور آپ کے ساتھ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے اور ان

اولاد کے سوا میں علماء نے اختلاف کیا ہے ابن اسحاق کے نزدیک طاہر اور طیب بھی آپ کی اولاد سے ہیں۔"

(سیرت محمد یہ اردو ترجمہ مواہب اللدنیہ جلد دوئم، ص ۲۳۰-۲۳۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

سیدہ زینب بنت رسول کا انتقال حیات مبارکہ ظاہرہ نبی کریم میں ہوا

وتوفيت زينب بنت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في حياة رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في سنة ثمان من الهجرة۔ (الاستیعاب جلد دوم ص ۳۲۶)

اور زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی حیات مبارکہ میں ۸ ہجری میں ہوا۔[1]

سیدہ زینب کی مختصر سوانح

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں ان کی منقبت میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں اپنی بیٹیوں میں سے "افضل بناتی" تمام بیٹیوں سے افضل قرار دیا جو کہ مصائب ہجرت کی وجہ سے تھا اور یہ ایک جزوی فضیلت ہے ان کے شوہر اور ان کے خالہ زاد حضرت ابو العاص سے سرکار کو انتہائی محبت تھی ان کے مناقب بھی سرکار نے بیان فرمائے ان کو بھی اپنی زوجہ اور سسر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ مودت والفت تھی کہ وہ مکہ میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر

[1] حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا تمام شہزادیوں کا انتقال نبی کریم علیہ السلام کے عین حیات ظاہری میں ہی ہو گیا تھا۔ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوجہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال ہو قبل جنگ بدر اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول و زوجہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت رقیہ کے بعد اور حضرت زینب بنت رسول کا ۸ ہجری میں مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال نبی اکرم علیہ السلام کے وصال سے چھ ماہ بعد ہوا۔

بارگاہِ مصطفویہ میں حاضر ہو گئے۔ ان دونوں کی اولاد امجاد سے سرکار علیہ السلام نے اتنی محبت فرمائی کہ فتح مکہ کے موقع پر انہیں کے لختِ جگر حضرت علی بن ابی العاص کو اپنے پیچھے سواری پر سوار کیا ہوا تھا اور انہیں کی نورِ نظر حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن میں جب کہ سرکار نماز ادا فرماتے تو یہ کندھوں پر سوار ہو جاتیں اور جب حضور علیہ السلام رکوع فرمانے لگتے تو یہ خود بخود اتر جاتیں۔ کتب احادیث و سیر میں یہ واقعات کثرت سے وارد ہیں۔ حضرت شیخ محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمت اس سلسلہ میں معترضین کے ایک اعتراض کو نقل فرما کر اس کا نفیس جواب مرحمت فرماتے ہیں کہ

"شارحین حدیث اس جگہ (کہ حضور نماز میں امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اٹھاتے اور رکوع میں جاتے وقت اتار دیتے) کلام کرتے ہیں کہ یہ اٹھانا اور زمین پر اتارنا فعل کثیر تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کیسے جائز رکھا؟ جواب میں فرماتے ہیں کہ امامہ خود آ کر بیٹھتیں اور خود ہی اتر جاتیں اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل و اختیار نہ تھا۔"

(مدارج النبوت، جلد دوم، ص ۷۸۹، اردو)

حضرت امامہ بنت زینب سے حضرت علی کا نکاح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کے بعد سیدہ فاطمہ کی وصیت کے بموجب (انہیں) امامہ سے نکاح کیا اور ان سے حضرت علی مرتضیٰ کے فرزند "محمد الاوسط" پیدا ہوئے۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۸۹۷، اردو)

سیدہ زینب (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات ظاہری میں ۸ ہجری میں واقع

ہوئی۔ (ایضاً)

حضرت شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد

حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں

"واضح رہنا چاہیے کہ جن اولاد کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین پر تمام کا اتفاق بیان کیا گیا ہے وہ چھ (۶) رسول زادے ہیں دو فرزند ہیں، حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں ہیں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کے سوا میں اختلاف ہے اور بعض علماء طیب و طاہر کو بھی شمار کرتے ہیں لہٰذا کل آنحضور رسول زادے ہوئے چار فرزند اور چار صاحبزادیاں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت قاسم و ابراہیم کے سوا ایک فرزند عبداللہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں صغر سنی کے عالم میں جہان سے رخصت ہو گئے اور طیب و طاہر ان کا لقب ہے۔ الخ (مدارج النبوت، جلد دوم، ص ۷۷۰-۷۷۱)

حضرت ملا معین کاشفی لکھتے ہیں:

صاحب معارج النبوت حضرت ملا معین کاشفی علیہ الرحمت حضرت ام المومنین سیدہ طیبہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد سوا ابراہیم کے ان سے پیدا ہوئی۔ پہلا قاسم اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ دوسری زینب، تیسری رقیہ، چوتھی فاطمہ اور پانچویں ام کلثوم اور ایک قول کے مطابق فاطمہ سب چھوٹی تھیں اور یہ تمام نبوت

سے پہلے پیدا ہوئے۔ چھٹا عبداللہ اور صحیح قول کے مطابق طیب اور طاہر اسی کے لقب ہیں۔ ورج الدرر میں اسی طرح ہے اور ایک دوسرے قول کے مطابق پیغمبر علیہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت خدیجہ سے تین لڑکے شمار کئے ہیں، قاسم، طیب و طاہر اور مشہور قول کے مطابق چار لڑکے تھے یہ تینوں اور عبداللہ لیکن اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام بچپن کے زمانہ میں فوت ہو گئے لڑکیاں جوان ہوئیں اور ان کی شادیاں ہوئیں ان سے اولاد پیدا ہوئی ان کی تفصیل اپنی اپنی جگہ پر آئے گی۔"

(معارج النبوت، جلد دوئم ص ۲۵۰-۲۵۱)

علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری

رأس المفسرین سند المحدثین سید المتکلمین استاذی المکرمی حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح بخاری نے اپنی کتاب "حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں "بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا باب باندھ کر سرکار دو عالم علیہ السلام کی چاروں شہزادیوں کی مختصر سوانح ارقام فرمائی ہیں ملاحظہ ہو کتاب حبیب اعظم، ص ۹۸ تا ۱۰۴۔

علامہ غلام رسول سعیدی شارح مسلم

مولانا غلام رسول سعیدی مسلم شریف کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بعثت سے پہلے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ وہ حضور کے ساتھ چوبیس سال رہیں وحی نازل ہونے سے پہلے حضور کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا

ہوئی۔ حضرت زینب، حضرت اُم کلثوم، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر تینوں صاحبزادے ظہور اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت قاسم کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم تھی۔ آپ کی صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ آپ کے ساتھ ہجرت کی آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کی ایک قول یہ ہے کہ طیب و طاہر اسلام میں پیدا ہوئے۔ قتادہ نے کہا حضرت خدیجہ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ایک صاحبزادے قاسم تھے اور دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ تھے انہیں کا لقب طیب و طاہر تھا۔"

(شرح مسلم سعیدی، جلد سادس ص ۱۰۰۰، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

حضرت پیر کرم شاہ بھیروی فرماتے ہیں

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھیروی اپنی مشہور زمانہ کتاب "ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں بڑی تفصیل سے حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا نکاح سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحریر کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں کہ

"یہ عقد ازدواج بڑا بابرکت ثابت ہوا حضرت خدیجہ طاہرہ کے بطن طاہر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے قاسم جن کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم ہوئی اور عبداللہ جو طیب اور طاہر کے لقب سے ملقب تھے تولد ہوئے دونوں صاحبزادے بچپن میں انتقال فرما گئے تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم تھے جو حضرت ماریہ قبطیہ کے شکم سے پیدا ہوئے وہ بھی عالم شیر خوارگی میں وفات پا گئے۔"

حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چاروں صاحبزادیاں سیدات رقیہ، زینب، اُم کلثوم اور سیدۃ نساء العلمین فاطمۃ البتول الزہراء رضوان اللہ تعالیٰ علیہن کی ولادت باسعادت بھی آپ (حضرت خدیجہ) کے شکم سے ہوئی ان سب نے عہد نبوت پایا سب مشرف باسلام ہوئیں۔"

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد دوم، ص ۱۴۱)

"ابتداء میں مشرکین سے مومن عورتوں کے نکاح کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضور کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور اُم کلثوم ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے عقد میں تھیں جب یہ سورت (تبت یدا ابی لہب) نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً ان کی لڑکیوں کو طلاق دے دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میرا تمہارا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ابھی ان دو صاحبزادیوں کی رخصتی نہیں ہوئی تھی چنانچہ ظالم باپ کے بے رحم بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب نازک کو دکھ اور رنج پہنچانے کے لیے ان کو طلاق دے دی۔"

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد دوم، ص ۳۰۶)

حضرت عثمان اور ان کی زوجہ محترمہ رقیہ

"(ہجرت حبشہ کرنے والوں کا) یہ قافلہ بارہ مردوں اور چار خواتین پر مشتمل تھا ان کے قافلہ سالار حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ جو رحمۃ للعلمین کی لخت جگر تھیں صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہا وعلیہا و بارک وسلم آپ کے ساتھ تھیں سرکار دو عالم نے اسی جوڑے کے بارے میں فرمایا "اِنَّہُمَا اَوَّلُ بَیْتٍ ھَاجَرَ اِلٰی سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعْدَ اِبْرَاھِیْمَ وَلُوْطٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ" یعنی ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ

میں ہجرت کی۔" (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد دوم، ص ۳۴۳)

"دوسری مرتبہ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمان مع اپنی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بھی تھے انہیں بہت افسوس تھا کہ وہ دوسری مرتبہ بھی ہجرت کر کے جا رہے ہیں لیکن انہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل نہیں۔ آپ سے از راہ تاسف اس امر کا ذکر بارگاہ رسالت میں کیا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَھِجْرَتُنَا الْاُوْلٰی وَھٰذِہِ الْاٰخِرَۃُ اِلَی النَّجَاشِیْ وَلَسْتَ مَعَنَا" یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہماری پہلی اور یہ دوسری ہجرت نجاشی کی طرف ہے اور حضور ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔

"فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتُمْ مُھَاجِرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَیَّ لَکُمْ ھَاتَانِ الْھِجْرَتَانِ جَمِیْعًا" حضور نے فرمایا (افسوس مت کرو) تمہاری یہ دونوں ہجرتیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور میری طرف ہیں یہ سن کر حضرت عثمان نے عرض کی "فَحَسْبُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" اگر ایسا ہے تو پھر ہم راضی ہیں ہمیں اتنا ہی کافی ہے۔

(طبقات ابن سعد، جلد اول، ص ۲۰۷، بحوالہ ضیاء النبی، جلد دوم، ص ۳۵۸، ۳۵۹)

حضور علیہ السلام کا اپنی شہزادیوں کو مدینہ میں بلانا

"مدینہ طیبہ میں چند روز قیام پذیر رہنے کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو مکہ سے لانے کے لیے حضرت زید بن حارث اور حضرت ابو رافع کو مکہ بھیجا۔ حضور نے انہیں دو اونٹ سواری کے لیے اور پانچ سو درہم بطور زاد سفر عطا فرمائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو جو سفر ہجرت میں قافلہ کا دلیل راہ تھا، دو اونٹ دے کر حضرت زید اور ابو رافع کی معیت میں بھیجا کہ آپ کے صاحبزادے عبداللہ کو پیغام دیں کہ وہ اپنی والدہ اور اپنی ہمشیرگان کو ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ پہنچ جائے چنانچہ حضرت زید اور ابورافع سیدہ فاطمۃ الزہراء اور سیدہ اُم کلثوم حضور پرنور کی دونوں صاحبزادیاں ام المومنین حضرت سودہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی دائی ام ایمن جو حضرت زید کی زوجہ تھیں اور ان کے بیٹے اسامہ کو لے کر بخیریت واپس پہنچ گئے ان کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر اپنی والدہ ماجدہ ام رومان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اور آپ کی دو صاحبزادیاں حضرت عائشہ، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو لے کر پہنچ گئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عثمان کی زوجہ محترمہ تھیں وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے پہلے ہی حبشہ چلی گئی تھیں، حضور کی چوتھی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو عمر میں سب بہنوں سے بڑی تھیں جن کی شادی ابوالعاص بن ربیع جوان کا خالہ زاد تھا کے ساتھ ہوئی تھی اس نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا نے آپ کو مدینہ جانے کی اجازت نہ دی اس لیے آپ وہیں رک گئیں۔ غزوۂ بدر میں ابوالعاص لشکر کفار کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا اور گرفتار ہو حضور نے اس کو آزاد کر دیا تب اس نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ آنے کی اجازت دی۔

(المسیر آلعصیہ جلد اول ص ۲۶۹، بحوالہ ضیاء النبی جلد سوم ص ۱۶۹ ،۱۷۲)

ملاں باقر مجلسی شیعہ اور بنات اربعہ

حضور سرور کائنات علیہ وعلی آلہ اطیب التحیات وازکی التسلیمات کو اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادیاں عطا فرمائی تھیں سب سے بڑی صاحبزادی کا اسم مبارک سیدہ زینب ان سے چھوٹی صاحبزادی کا نام نامی سیدہ رقیہ ان سے چھوٹی صاحبزادی کا اسم گرامی سیدہ اُم کلثوم تھا اور سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری لخت جگر کا بابرکت نام سیدہ فاطمہ تھا جو سیدۃ النساء العلمین تھیں صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہن و علیہن الی یوم الدین ان سب کی مادر مشفق ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں

شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب میں ہے

"ابن بابویہ بسند معتبر از ان حضرت امام جعفر صادق روایت کردہ است از برائے حضرت رسول خدا متولد شد نداز خدیجہ، قاسم، طاہر نام طاہر عبداللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ" (حیاۃ القلوب، جلد دوم ص ۵۵۲)

ابن بابویہ نے سند معتبر سے حضرت امام جعفر صادق سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ صاحبزادے قاسم اور طاہر اور طاہر کا نام عبداللہ تھا اور یہ صاحبزادیاں اُم کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ (ضیاء النبی، جلد سوم ص ۴۲۲)

حضرت عثمان کی شادی ورخصتی حضرت اُم کلثوم اور اسکی تاریخ

رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا گیا تھا۔ غزوہ بدر کے موقع پر ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق حسنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری نور نظر حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ بھی آپ کو عنایت فرمایا چنانچہ ماہ جمادی الآخر ۳ ہجری میں یہ شادی خانہ آبادی پایہ تکمیل کو پہنچی۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ نکاح ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور رخصتی اسی ماہ بعد جمادی الآخر میں ہوئی۔

(تاریخ الخمیس جلد اول ص ۴۱۴ سیرت ابن کثیر جلد سوم ص ۱۴۰ تراجم سیدات بیت نبوت ص ۲۸۸، بحوالہ ضیاء النبی، جلد سوم، ص ۵۷۳)

ذکر حضرت زینب بنت رسول اللہ علیہ السلام

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابو العاص سے اور اولاد

صاحب الاصابہ فرماتے ہیں

زَيْنَبُ بِنْتُ سَيِّدِ وُلْدِ آدَمَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْقُرَشِيَّةُ الْهَاشِمِيَّةُ وَهِيَ اَكْبَرُ بَنَاتِهِ وَ اَوَّلُ مَنْ تَزَوَّجَ مِنْهُنَّ وُلِدَتْ قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِمُدَّةٍ قِيْلَ اِنَّهَا عَشَرَ سِنِيْنَ وَ تَزَوَّجَهَا ابْنُ خَالَتِهَا اَبُو الْعَاصِ ابْنُ الرَّبِيْعِ وَكَانَتْ زَيْنَبُ وَلَدَتْ مِنْ اَبِي الْعَاصِ عَلِيًّا وَ مَاتَ فِي حَيَاتِهِ وَاُمَامَةَ عَاشَتْ حَتّٰى تَزَوَّجَهَا عَلِيٌّ بَعْدَ فَاطِمَةَ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۰۸ ص ۰۱)

حضرت سیدہ زینب بنت سید ولد آدم علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں قرشیہ ہاشمیہ تھیں اور وہ نبی علیہ السلام کی شہزادیوں میں سب سے بڑی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں میں سے سب سے پہلے ان کا نکاح کیا وہ اظہار نبوت سے کچھ مدت پہلے پیدا ہوئیں کہا گیا ہے کہ دس سال پہلے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح ان کے خالہ

کے بیٹے ابو العاص بن ربیع سے فرمایا اور حضرت زینب نے ابو العاص سے علی کو پیدا کیا اور وہ ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا اور (ان کی بیٹی) امامہ زندہ رہی حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد اس (امامہ بنت زینب) سے نکاح کیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرت ابو العاص ایمان لے آئے۔

امام ابن سعد کہتے ہیں کہ

وَرَجَعَ اَبُو الْعَاصِ اِلٰى مَكَّةَ فَاَدّٰى اِلٰى كُلِّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ ثُمَّ اَسْلَمَ وَرَجَعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا مُهَاجِرًا فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِذٰلِكَ النِّكَاحِ الْاَوَّلِ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۳۲)

"ابو العاص مکے لوٹے اور اپنے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کیا پھر مسلمان ہو گئے اور نبی کریم علیہ السلام کی درگاہ بے کس پناہ میں لوٹے ہجرت کی محرم میں ہجرت سے چھ سات سال بعد تو نبی کریم علیہ السلام نے حضرت زینب کو ان کے سپرد کر دیا پہلے ہی نکاح کے ساتھ۔

سیدہ زینب کی ولادت و وفات

امام حاکم اپنی مستدرک میں لکھتے ہیں عبید اللہ بن محمد بن سلیمان الہاشمی کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ

وُلِدَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ

ثَلاثِيْنَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَمَاتَتْ سَنَةَ ثَمَانٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ۔ (المستدرک جلد ۹ ص ۴۲)

"حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی میلاد النبی علیہ السلام سے تیس سال بعد مکہ مکرمہ میں (یعنی کہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تیس برس تھی) اور ۸ ہجری میں وفات ہوئی۔" (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

سیدہ زینب بنت رسول اللہ کو غسل دینے والے؟

عبید اللہ بن ابی رافع نے اپنے دادا سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ

كَانَتْ أُمُّ أَيْمَنَ مِمَّنْ غَسَّلَ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَ أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۶)

"حضرت ام ایمن، سودہ بنت زمعہ اور حضرت ام سلمہ زوجہ مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو غسل دیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی بیٹی کی قبر میں اترے

حضرت سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ

تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ بِجَنَازَتِهَا وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَرَأَيْنَاهُ كَئِيْبًا حَزِيْنًا فَلَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَهَا خَرَجَ مُلْتَمِعَ اللَّوْنِ وَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً مِسْقَامَةً فَذَكَرْتُ شِدَّةَ الْمَوْتِ

وَضَمَّةَ الْقَبْرِ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْهَا (المستدرک، جلد ۴، ص ۳۶)

"حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم خود ان کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے تو ہم نے آپ کو کمزور اور غمناک دیکھا تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لخت جگر سیدہ زینب کی قبر شریف میں داخل ہونے پھر نکلے تو آپ کا رنگ مبارک زرد چمکیلا تھا ہم نے آپ سے سوال کیا اس کے متعلق تو آپ نے ارشاد فرمایا میری بیٹی ایک کمزور عورت تھی تو اس نے موت کی سختی اور قبر کی تکلیف کا ذکر کیا تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ اس سے تخفیف فرمادے (یعنی موت کی سختی اور قبر کی تکلیف میں)۔"

خلاصۂ ذکر حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گزشتہ تمام اوراق کا خلاصہ یہ ہوا کہ

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے دس سال قبل از بعثت مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک میں سے سب سے بڑی شہزادی ہیں یعنی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام شہزادیوں سے آپ بڑی ہیں اور شہزادوں کے متعلق علماء مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض اہل سیر کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان سے بڑے تھے اور اپنی ہمشیرگان میں سب سے بڑی ہونے پر علماء کا اتفاق ہے آپ نہایت نیک سیرت، پاکیزہ اخلاق، سلیقہ شعار، ذی شعور اور عقل وفہم کی دولت ...

بہرہ یاب تھیں۔

آپ کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ربیع بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے ہوا جو ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سگی بہن ہالہ بنت خویلد کے لخت جگر تھے اور حضرت زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خالہ زاد تھے۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت شریف النفس اور امانت دار ہونے کے علاوہ صاحب مال وتجارت بھی تھے۔ آپ جب کبھی سفر سے واپس آتے تو فوراً اپنی خالہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آتے۔ حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش تھی کہ حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نکاح اپنے بھانجے ابوالعاص سے کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے ایک دن اس بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہ رشتہ پسند فرمایا۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شادی حضرت ابوالعاص سے ہوئی اور یہ واقعہ اعلان نبوت سے پہلے کا ہے۔

(آل رسول ص ۲۴۱، ۲۴۲ از حضرت شہر ملت)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف صہر (دامادی کا شرف) حاصل ہے آپ کا نام نامی اسم گرامی لقیط ہے بعض نے مقسم، قاسم اور یاسر بھی لکھا ہے اکثر کے نزدیک قول اول درست ہے اور آپ اپنی کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ (آل رسول ص ۲۴۳)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا تو آپ کی لخت جگر سیدہ زینب فوراً آپ پر ایمان لے آئیں اس وقت حضرت ابوالعاص ایک تجارتی سفر کے سلسلہ میں مکہ معظمہ سے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے انہوں نے دوران سفر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر پائی تھی جب واپس گھر پہنچے تو حضرت سیدہ زینب کی زبانی اس خبر کی تصدیق ہوگئی جب سیدہ زینب نے فرمایا کہ میں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے تو وہ غصے میں پڑ گئے اور کہا:

"اے زینب! کیا تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان نہ لایا تو پھر کیا ہوگا؟"

سیدہ زینب نے جواب دیا کہ "میں اپنے صادق اور امین باپ کو کس طرح جھٹلا سکتی ہوں؟ خدا کی قسم وہ سچے ہیں اور ان پر میری ماں (حضرت ابوالعاص کی خالہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ) میری بہنیں سیدہ رقیہ، ام کلثوم اور سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا ابوبکر اور تمہاری قوم میں سے حضرت عثمان ابن عفان اور تمہارے ماموں زاد بھائی زبیر بن عوام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی ایمان لا چکے ہیں اور میں تو یہ قیاس بھی نہیں کر سکتی کہ تم میرے باپ کو جھٹلاؤ گے اور ان کی نبوت پر ایمان نہ لاؤ گے۔"

ابوالعاص نے کہا "مجھے تمہارے والد پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور نہ ہی میں ان کو جھٹلاتا ہوں بلکہ مجھے تو اس سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے طریقے پر چلوں لیکن میں اس بات سے گھبراتا ہوں کہ مجھ پر الزام دھریں گے اور کہیں گے کہ میں نے اپنی بیوی کی خاطر اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔"

ادھر قریش مکہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیکیوں، خوبیوں، دیانت وامانت

اور آپ کی سچائی اور راستی کے معترف تھے یک لخت آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو دکھ پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ حضور کی چھوٹی صاحبزادیوں حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہو چکے تھے (رخصتی نہ ہوئی تھی) ابولہب نے بیٹوں پر زور دے کر انہیں طلاقیں دلوا دیں۔ حضرت زینب کو طلاق دلوانے کے لیے بھی قریش مکہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا حتیٰ کہ انہوں نے ابوالعاص سے کہا کہ تم دختر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو طلاق دے دو اور قریش سے جولڑکی تم پسند کرو ہم اسے تمہارے ساتھ بیاہ دیتے ہیں لیکن ابوالعاص نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ "خدا کی قسم! زینب کے عوض کسی بھی عورت کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ ہی میں زینب کو اپنے سے جدا کر سکتا ہوں۔" (ماخوذ از بنات مصطفیٰ بحوالہ آل رسول، ص ۲۲۳،۲۲۳)

علماء کرام کے مطابق اس وقت تک کافر و مومن میں میاں بیوی کی تفریق کے بارے کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا اس لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابو العاص کے درمیان تفریق نہ کرائی گئی۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اسلام کو اس وقت تک غلبہ حاصل نہ ہوا تھا اس لیے سیدہ زینب اور ابوالعاص میں تفریق نہ کرائی جا سکی۔ یہ دونوں باتیں اپنی جگہ درست ہوں گی لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سیدہ زینب کی طلاق سے زیادہ دلچسپی ابوالعاص کے قبول اسلام میں تھی۔

(آل رسول، ص ۲۲۵، حضرت جعفر ملت)

حضرت ابوالعاص اور جنگ بدر

جنگ بدر میں قریش مکہ حضرت سیدہ زینب کے شوہر حضرت ابوالعاص بن ربیع کو بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ حضرت سیدہ زینب کے لیے یہ بات انتہائی صدمہ کا

باعث تھی کہ ایک طرف اپنے شوہر اور بچوں کا خیال تھا اور دوسری طرف اپنے عظیم و شفیق باپ کا خیال۔ جس سمت سے سوچتیں دل ڈوبنے لگتا۔ آپ انہی سوچوں میں گم تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب (جو زبیر بن امیہ مخزومی کی والدہ تھیں) نے آ کر حضرت سیدہ زینب سے پوچھا کہ اے بیٹی! کیا تو نے یہ عجیب خبر سنی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے باوجود قلت صحابہ کے قریش کے عظیم لشکر پر فتح پائی ہے؟ حضرت سیدہ زینب نے یہ خبر سنی تو مارے خوشی کے ان کے مبارک منہ سے نکلا "وَافَرْحَتَا" لیکن پھر فوراً اپنے بچوں علی اور امامہ سے لپٹ گئیں اور روتے ہوئے پوچھا میرے شوہر ابوالعاص کا کیا حال ہے؟ عاتکہ نے جواب دیا کہ وہ گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے سسر کریم کی قید میں ہیں۔

(ماخوذ از بنات مصطفیٰ بحوالہ آل رسول، ص ۲۲۵)

جنگ بدر کے قیدی جب مدینہ منورہ لائے گئے تو یہ فیصلہ ہوا کہ اسیران جنگ سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے۔ ابوالعاص بھی ان قیدیوں میں شامل تھے اور ان کے پاس فدیہ کی رقم موجود نہ تھی۔ انہوں نے حضرت سیدہ زینب (اپنی زوجہ) کو فدیہ کی رقم بھیجنے کے لیے پیغام بھیجا۔[1]

---

[1] معروف مورخ مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی میں رقمطراز ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ابوالعاص بھی اسیران جنگ میں آئے تھے اس کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب کو (جو اس کی زوجہ تھیں) کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ حضرت زینب کا جب نکاح ہوا تھا تو حضرت خدیجہ نے جہیز میں ان کو ایک قیمتی ہار دیا تھا حضرت زینب نے زرفدیہ کے ساتھ وہ ہار بھی گلے سے اتار کر بھیج دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو ۲۵ برس کی محبت انگیز واقعہ یاد آ گیا۔ آپ بے اختیار رو پڑے اور صحابہ سے فرمایا کہ تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دو سب نے تسلیم کی گردنیں جھکا دیں اور وہ ہار واپس کر دیا۔ (تاریخ طبری، ص ۱۳۴۸)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار بطور فدیہ

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر ابو العاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو ان کے گلوئے مبارک میں لٹکا رہتا تھا جسے سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عقد کے وقت سیدہ زینب کے جہیز میں دیا تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہار کو ملاحظہ فرمایا تو پرانی یادیں تازہ ہو گئیں اور آپ کی چشمان معطرہ میں آنسو بھر آئے اور مارے غیرت و حیاء کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سر جھک گئے اور آنکھیں زمین سے لگ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ اگر تم رضامند ہو تو میں اپنی بیٹی کو ماں کی یادگار (یہ ہار) واپس کر دوں اور ابو العاص کو رہا کر دوں۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سر تسلیم خم کیا اور ابو العاص کو فدیہ کے بغیر رہا کر دیا گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاص سے یہ عہد لیا کہ مکے پہنچ کر تم زینب کو میرے پاس بھیج دو گے۔

(مدارج النبوت، سیرت مصطفیٰ، بحوالہ آل رسول، ص ۴۳۶)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) ابو العاص رہا ہو کر مکہ آئے اور حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیا۔ ابو العاص بہت بڑے تاجر تھے چند سال کے بعد بڑے سروسامان سے شام کی تجارت لے کر نکلے واپسی میں مسلمان دستوں نے ان کو مع تمام مال و اسباب کے گرفتار کر لیا اسباب ایک ایک سپاہی پر تقسیم ہو گیا۔ یہ چھپ کر حضرت زینب کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پناہ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ابو العاص کا سامان واپس کر دو۔ پھر تسلیم کی گردنیں جھک گئیں اور سپاہیوں نے ایک ایک دھاگہ تک لا کر واپس کر دیا۔ اب یہ وہ ایمانہ تھا کہ جو خالی جاتا ابو العاص مکہ آئے اور تمام شرکا کو حساب سمجھا کر دولت اسلام سے فائز ہوئے اور کہا دیا کہ میں اس لیے یہاں آ کر اور حساب سمجھا کر جاتا ہوں تا کہ یہ نہ کہو کہ ابو العاص ہمارا روپیہ کھا کر ڈر کے مارے مسلمان ہو گیا۔

(سیرت النبی از شبلی نعمانی، جلد اول، ص ۱۹۶، ۱۹۷)

سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاص کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ سیدہ زینب کو لے آئیں اور فرمایا کہ مکہ کے اندر نہ جانا بلکہ وادی تاج کے بطن میں ٹھہرنا یہ ایک موضع کا نام ہے جو مکہ مکرمہ کے باہر مسجد عائشہ کے سامنے ہے جہاں انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ آپ نے فرمایا جب وہ سیدہ زینب کو تمہارے حوالے کر دیں تو ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ جانا۔ گھر پہنچ کر حضرت ابو العاص نے حضرت زینب کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ بن ربیع کے ہمراہ زید بن حارثہ اور انصاری صحابی کی طرف روانہ کر دیا جو انہیں لینے آئے تھے۔

قریش کے مظالم

قریش نے جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روانگی کی خبر سنی تو ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے سب سے پہلے انہیں ہبار بن اسود اور نافع بن قیس ذی طویٰ کے مقام پر ملے۔ سیدہ زینب کجاوہ میں سوار تھیں۔ ہبار نے آگے بڑھ کر اونٹ کو اپنے نیزے کے ساتھ ایک زوردار کچوکا دیا جس سے وہ تڑپ اٹھا اور حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیچے گر پڑیں اور آپ کو ایسی سخت چوٹ آئی کہ جنین شکم میں ساقط ہو گیا۔

(مدارج النبوت، سیرت مصطفیٰ، آل رسول ص ۳۴۸)

حضرت زید بن حارثہ سیدہ زینب کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہبار اور اس کے ساتھیوں کا حال سنا تو غضبناک ہو کر فرمایا کہ اگر تم ان پر قابو پاؤ تو ان کو قتل کر دینا۔ (آل رسول ص ۳۴۷)

ھِیَ اَفْضَلُ بَنَاتِیْ فرمان مصطفوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصائب جھیلنے کی بناء پر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت میں ارشاد فرمایا ''ھِیَ اَفْضَلُ بَنَاتِیْ اُصِیْبَتْ فِیَّ'' یعنی کہ یہ (سیدہ زینب) میری بیٹیوں میں افضل ہے (اس حیثیت سے کہ) اسے میری وجہ سے مصائب پہنچے۔

(رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۹۶ زرقانی جلد سوم ص ۱۹۵ بروایت طحاوی وحاکم بحوالہ آل رسول ص ۲۲۶)

مسلک اہلسنّت وجماعت

قارئین کرام الوگ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اس حدیث مبارکہ سے تو سیدہ زینب کی فضیلت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء پر لازم آتی ہے جو کہ خلاف مسلک اہل سنت ہے کیونکہ حدیث پاک میں سیدہ زینب کو افضل البنات فرمایا گیا ہے اور سیدہ فاطمہ کو سیدۃ نساء کائنات فرمایا گیا ہے۔ لیکن یہ حدیث مسلک اہل سنت کے خلاف ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

سیدہ فاطمہ سب بنات رسول سے افضل ہیں

محقق العصر ادیب اہل سنت خطیب ملت نامور مصنف حضرت علامہ پیر سید محمد خضر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اسی بات کی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

> ''خیال رہے کہ یہ فضیلت اس امر کے باعث ہے کہ آپ کو (سیدہ زینب کو) راہ حق میں کئی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مثلاً ایک مدت والد کریم کی مفارقت اور سفر ہجرت میں در پیش مشکلات وغیرہ مگر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صاحبزادیوں سے برتر و افضل ہیں۔''

(آل رسول از حضرت خضر ملت ص ۲۲۷، ۲۲۸)

ابوالعاص کا قبول اسلام

ہجرت کے چھٹے سال حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدر بھی رفعت آشنا ہوا اور ظلمت کدۂ اصنام میں بھٹکنے والا یہ پیکر خاکی آفتاب ہدایت بن گیا' ہوا یوں کہ یہ (حضرت ابوالعاص) مکہ معظمہ سے بغرض تجارت شام گئے جب یہ قافلہ سرحد شام کے قریب پہنچا تو اس قافلے کا سارا سامان ضبط کر لیا گیا سامان ضبط کرنے والا گروہ ان مسلمانوں پر مشتمل تھا جو عرصہ تک کفار کے مظالم کا شکار رہے اور پھر تنگ آ کر مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے ایک پہاڑی پر مقیم ہو گئے اور قریش مکہ کے تجارتی قافلوں کو پریشان کرنے لگے۔[1] ان کی قیادت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے۔[2] انہوں نے سارا سامان تو ضبط کر لیا مگر کسی شخص کو گرفتار نہ کیا۔ ابوالعاص وہاں سے سیدھے مدینہ طیبہ (اپنی زوجہ) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ صبح کی نماز کے وقت جب مسلمان نماز میں داخل ہو چکے تو سیدہ زینب کی آواز مسلمانوں کے کانوں میں پڑی سیدہ نے ان الفاظ میں اعلان فرمایا ''اِنِّیْ قَدْ اَجَرْتُ اَبَا الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِیْعِ''[3] میں ابوالعاص ابن ربیع کو پناہ دیتی ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ آواز سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے

---

[1] اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مسلمان طلب زر کے لیے مشرکین کے قافلوں پر ڈاکے ڈالتے تھے دراصل اس زمانہ میں کفار مکہ اسلام اور اہل اسلام کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اور قبائل عرب کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے اکسا رہے تھے۔ لہٰذا یہ ضروری تھا کہ ان کے قافلوں پر چھاپے مار کے ایک طرف تو ان کا زور توڑا جائے اور دوسری طرف ان کو ہوا کا رخ بتایا جائے۔ (حضرت خضر ملت)

[2] بعض نے لکھا ہے کہ سامان ضبط کرنے والے زید بن حارثہ تھے۔

[3] (رحمۃ للعالمین بحوالہ آل رسول ص ۲۲۸)

ہوئے سنی نماز کے بعد سرکار ابد قرار اپنی بیٹی سیدہ زینب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا

"ای بنیة اکرمی مثواہ ولا یخلصن الیک فانک لا تحلین له"

"اے بیٹی! ابوالعاص کو عزت سے ٹھہراؤ مگر خود اس سے الگ رہو کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔"

سیدہ زینب نے عرض کیا بابا جان! ابوالعاص میری اولاد علی اور امامہ کا باپ اور میرا خالہ زاد ہے اور یہاں یہ قافلے کا لٹا ہوا مال واپس لینے آیا ہے یہ بات سن کر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور اپنے اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میری خواہش ہے کہ لٹا ہوا مال واپس کر دیا جائے۔ وفا شعار غلاموں نے اپنے آقا و مولیٰ کی خواہش کا احترام کیا اور گویا ہوئے۔

ہمارا فرض ہے تکمیل کرنا رائے عالی کی
ہماری زندگی تکمیل ہے ایمائے عالی کی

چنانچہ ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا گیا کہ ضبط شدہ سامان واپس کر دیا جائے۔ ابوالعاص وہ مال لے کر مکہ مکرمہ پہنچے اور سارے کا سارا مال اصل مالکوں میں تقسیم کر دیا پھر کہا کسی کی کوئی چیز رہ گئی ہو تو بتائیے مگر سب کی نگاہیں بغرض سپاس گزاری جھکی ہوئی تھیں اور زبانیں اپنے مخلص دوست کے گن گا رہی تھیں۔ مسلمانوں کے حسن سلوک نے ابوالعاص کا دل موہ لیا تھا چنانچہ آپ نے مال واپس کر دیے کے بعد کلمہ شہادت پڑھا اور ببانگ دہل اعلان فرمایا۔

حقیقت کا تمہارے سامنے اظہار کرتا ہوں
میں توحید و رسالت کا بدل اقرار کرتا ہوں

کوئی جھٹلائے مجھ کو یا کرے میرا یقیں کوئی
محمد ہیں رسول اللہ اس میں شک نہیں کوئی

آپ نے سب کو چھوڑا اور مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے وہاں پہنچے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور سیدہ زینب کو نکاح اول پر ہی ابوالعاص کے پاس بھیج دیا۔[1] بعض نے کہا ہے کہ نکاح دوبارہ کیا گیا۔
(آل رسول، ص ۲۴۹، ۲۵۰)

سیدہ زینب بنت رسول اور حضرت ابوالعاص کی وفات

حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلام اللہ علیہا) کا انتقال ۸ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہ ذوالحجہ ۱۲ ہجری میں وفات پائی۔ (آل رسول، ص ۲۵۰)

عمرو بن حزم نے کہا کہ

تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي أَوَّلِ سَنَةِ ثَمَانٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۴)

"سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۸ ہجری کی ابتداء میں وفات پائی۔

سیدہ زینب بنت رسول کی اولاد امجاد

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے ایک فرزند جن کا نام علی تھا اور ایک صاحبزادی جن کا نام امامہ تھا پیدا ہوئیں۔

(آل رسول، ص ۲۶۰)

---

[1] (رحمۃ للعالمین، بحوالہ آل رسول، ص ۲۵۰)

نواسۂ رسول علی بن ابی العاص:

فتح مکہ کے روز یہی حضرت علی سبطِ رسول اپنے نانا جان کی ناقہ مبارکہ پر آپ کے ردیف تھے اور قریب بلوغت دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(آلِ رسول ص ۲۵۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی اُمامہ بنت زینب

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے تو

كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الشَّمْسِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۷۴ اور الاصابہ فی مناقب ملا بیت النبی المختار ص ۴۲ مدارج نبوت جلد دوم ص ۸۲۷ اور آلِ رسول ص ۲۵۱)

''حالت نماز ہی میں آپ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو کہ ابو العاص بن ربیعہ بن عبد الشمس کی صاحبزادی تھیں) اپنی نواسی امامہ کو اٹھائے ہوئے ہوتے جب سجدہ فرماتے اس کو رکھ دیتے جب قیام فرما ہوتے تو پھر ان کو اٹھا لیتے۔''

نکاح امامہ بمطابق وصیت حضرت فاطمہ

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا بتول علیہا السلام نے جناب مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ بنت زینب کو اپنے نکاح میں لے لینا چنانچہ حضرت علی نے سیدہ زہرا کی رحلت کے بعد حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

نکاح فرمایا اور ان سے حضرت علی کے شہزادے محمد اوسط پیدا ہوئے۔

(مدارج النبوت بحوالہ آلِ رسول ص ۲۵۲)

نکاح ثانی امامہ بمطابق وصیت حضرت علی

جب حضرت علی مجروح ہوئے تو آپ نے حضرت امامہ کو وصیت فرمائی کہ اگر وہ نکاح کرنا چاہیں تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حارث کے پوتے مغیرہ بن نوفل سے کر لیں۔ وصیت پر عمل کیا گیا۔ امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے نکاح ثانی پڑھا گیا۔ مغیرہ کے ہاں سیدہ امامہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا ان کا نام یحییٰ تھا یہ نسل دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔

(رحمۃ للعالمین جلد ۲ ص ۹۹ بحوالہ آلِ رسول ص ۲۵۲)

مناقب امامہ بزبان نبی اکرم علیہ السلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ جناب امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے ارشاد فرمایا ''اَحَبُّ اِلَیَّ اَھْلِیْ'' مجھے اپنے تمام اہل سے محبوب امامہ ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک بیش قیمت ہار تحفے میں آیا آپ نے فرمایا کہ میں یہ ہار اسے پہناؤں گا جو مجھے اپنے اہل خانہ میں سب سے زیادہ عزیز ہے اور پھر امامہ کو بلا کر ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ (بنات مصطفیٰ ص ۲۵ بحوالہ آلِ رسول ص ۲۵۱)

نواسۂ رسول علی کی وفات

وَوَلَدَتْ زَيْنَبُ لِأَبِي الْعَاصِ عَلِيًّا وَأُمَامَةَ امْرَأَةً تُوُفِّيَ عَلِيٌّ وَهُوَ صَغِيرٌ وَبَقِيَتْ أُمَامَةُ فَتَزَوَّجَهَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ مَوْتِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۳۰)

انا للہ وانا الیہ راجعون

’’اور حضرت سیدہ زینب کی اولاد ابو العاص سے ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ تھی علی بچپن میں فوت ہو گئے[1] اور امامہ زندہ رہیں تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح فرمایا (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

[1] إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ذکر

حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدہ زینب سے چھوٹی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّهَا خَدِيْجَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِنْتُ خُوَيْلِدٍ اَكْبَرُ بَنَاتِهِ زَيْنَبُ ثُمَّ رُقَيَّةُ

’’سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ان کی سب سے بڑی بیٹی زینب اور پھر رقیہ ہیں۔ (الاستیعاب، جلد دوئم، ص ۲۷۷)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی سیدہ زینب سے چھوٹی شہزادی رقیہ تھیں یہ بھی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں۔

جعفر بن سلیمان الہاشمی نے کہا

وُلِدَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً۔

(الاستیعاب، جلد دوئم، ص ۲۷۷)

اور جناب سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئیں تو اس وقت جناب نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک تینتیس (۳۳) سال تھی۔

حضرت عثمان سے نکاحِ رقیہ

قَالَ ابْنُ الشِّهَابِ فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رُقَيَّةَ بِمَكَّةَ وَهَاجَرَتْ مَعَهُ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَوُلِدَتْ لَهُ هُنَاكَ ابْنًا فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ فَكَانَ يُكْنَى بِهِ۔

(الاستیعاب، جلد دوم، ص ۷۴۷)

"ابن شہاب زہری نے کہا حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مکہ معظمہ میں نکاح فرمایا اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ارض حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی وہاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے ان کا نام عبداللہ رکھا گیا اسی عبداللہ کے ساتھ حضرت عثمان کی کنیت ابوعبداللہ ہوئی۔"

حضرت رقیہ کا اسلام لانا اور عتبہ کا ان کو چھوڑنا

رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ ابْنِ أَسَدِ ابْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ كَانَ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ ابْنُ أَبِيْ لَهَبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ فَلَمَّا بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ

لَهَبٍ قَالَ لَهُ أَبُوْ لَهَبٍ رَأْسِيْ مِنْ رَأْسِكَ حَرَامٌ إِنْ لَمْ تُطَلِّقِ ابْنَتَهُ فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا وَأَسْلَمَتْ حِيْنَ أَسْلَمَتْ أُمُّهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَبَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ وَأَخَوَاتُهَا حِيْنَ بَايَعَتْهُ النِّسَاءُ وَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَهَاجَرَتْ۔ (طبقات ابن سعد، جلد ہشتم، ص ۳۶)

"جناب سیدہ رقیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی اور ان کی والدہ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی حضرت رقیہ سے عتبہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب نے اظہار نبوت سے پہلے نکاح کیا تو جب سید عالم علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے تبت یدا ابی لہب سورت نازل فرمائی تو عتبہ کو اس کے باپ ابولہب نے کہا میری سرداری کی خاطر تیرے لیے حرام ہے اگر تو نے ان (حضور) کی بیٹی کو طلاق نہ دی تو عتبہ نے رخصتی سے قبل ہی حضرت رقیہ کو چھوڑ دیا اور حضرت رقیہ مسلمان ہوئیں جبکہ ان کی والدہ حضرت خدیجہ مسلمان ہوئیں اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی جبکہ دیگر عورتوں نے بیعت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور ہجرت کی۔

نبی کریم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت ولادت رقیہ

حضرت جعفر بن سلیمان الہاشمی کہتے ہیں کہ

وُلِدَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلِ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً۔

(الاستیعاب، جلد ثانی، ص ۷۲۷)

"اور رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئیں تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی عمر مبارک (اس وقت) تینتیس (۳۳) برس تھی۔"

ابن اسحاق نے کہا کہ میں نے عبد اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ

وُلِدَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(المستدرک، جلد ۴، ص ۴۶)

"نبی کریم علیہ السلام کی لخت جگر رقیہ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے تینتیس (۳۳) برس بعد ہوئی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پاک اس وقت ۳۳ برس تھی)"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ کیساتھ ہجرت حبشہ

عَنْ عُرْوَةَ فِيْ تَسْمِيَةِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا فِي الْمَرَّةِ الْأُوْلٰى إِلٰى هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ قَبْلَ خُرُوْجِ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ مَعَ امْرَأَتِهِ رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(المستدرک، جلد ۴، ص ۴۶)

"حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو افراد پہلی مرتبہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حبشہ کی طرف گئے' حضرت جعفر (طیار) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے پہلے حضرت عثمان ابن عفان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔"

حضرت عبد اللہ بن عثمان کی والدہ رقیہ

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ

عَاشَتْ رُقَيَّةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا حَتّٰى تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَوُلِدَ مِنْ رُقَيَّةَ غُلَامٌ يُسَمّٰى عَبْدَ اللهِ۔ الخ

(المستدرک، جلد ۴، ص ۴۷)

"حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا اور ان سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔" الخ

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا

وَأَمَّا رُقَيَّةُ فَقَدْ تَزَوَّجَهَا أَوَّلًا ابْنُ عَمِّهَا عُتْبَةُ ابْنُ أَبِيْ لَهَبٍ كَمَا تَزَوَّجَ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُوْمٍ أَخُوْهُ عُتَيْبَةُ بْنُ أَبِيْ لَهَبٍ ثُمَّ طَلَّقَاهُمَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِهِمَا بُغْضَةً فِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللهُ تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (الخ) فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ رُقَيَّةَ ثُمَّ هَاجَرَتْ مَعَهُ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَيُقَالُ إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مَكَّةَ كَمَا قَدَّمْنَا وَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَوُلِدَتْ لَهُ ابْنَهُ عَبْدَ اللهِ فَبَلَغَ سِتَّ سِنِيْنَ فَنَقَرَهُ دِيْكٌ فِيْ عَيْنَيْهِ فَمَاتَ وَبِهِ كَانَ يُكْنٰى أَوَّلًا ثُمَّ اكْتَنٰى بِابْنِهِ عَمْرٍو وَتُوُفِّيَتْ وَقْتَ النَّصْرِ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ بِالنَّصْرِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَدَهُمْ قَدْ سَاوَوْا اِلَى قَبْرِهَا التُّرَابَ وَكَانَ عُثْمَانُ قَدْ اَقَامَ عَلَيْهَا يُمَرِّضُهَا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ وَاَجْرِهٖ وَلَمَّا رَجَعَ زَوَّجَهٗ بِاُخْتِهَا اُمِّ كُلْثُوْمٍ اَيْضًا وَلِهٰذَا كَانَ يُقَالُ لَهٗ ذُوالنُّوْرَيْنِ ثُمَّ مَاتَتْ عِنْدَهٗ فِيْ شَعْبَانَ سَنَةَ تِسْعٍ وَلَمْ تَلِدْ لَهٗ شَيْئًا وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"لَوْ كَانَتْ عِنْدِيْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهَا عُثْمَانَ"

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ كُنَّ عَشْرًا لَزَوَّجْتُهُنَّ عُثْمَانَ" (البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۳۰۸)

"اور حضرت رقیہ سے سب سے پہلے آپ کے عم زاد عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا جیسا کہ آپ کی بہن حضرت اُم کلثوم سے اس کے بھائی عتیبہ بن ابی لہب نے کیا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ تبت یدا ابی لہب الخ نازل فرمائی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض کی وجہ سے دونوں بہنوں کو دخول سے قبل طلاق دے دی تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رقیہ سے نکاح کر لیا اور آپ نے ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی کہتے ہیں کہ آپ حبشہ کی طرف پہلے مہاجر تھے پھر دونوں مکہ واپس آ گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر گئے اور آپ کے ہاں حضرت رقیہ سے عبداللہ پیدا ہوئے اور چھ سال کی عمر کو پہنچے تو ان کی دونوں آنکھوں میں

مرغ نے ٹھونگا مارا اور وہ فوت ہو گئے اور حضرت عثمان پہلے انہیں سے کنیت کرتے تھے پھر آپ اپنے (دوسرے) بیٹے عمرو سے کنیت کرنے لگے اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت فوت ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے روز یوم الفرقان کو فتح پائی اور جب حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے آپ کی قبر پر مٹی برابر کر دی ہے اور حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ان کی تیمارداری کرتے رہے اور آپ نے ان کا حصہ اور اجر مقرر فرمایا اور جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے اس (رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بہن حضرت اُم کلثوم کا اس سے نکاح فرما دیا۔ اسی وجہ سے آپ کو "ذی النورین" کہا جاتا ہے پھر اُم کلثوم بھی ۹ ہجری میں آپ کے پاس وفات پا گئیں اور آپ کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اگر میرے پاس کوئی تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں عثمان سے اس کا نکاح کر دیتا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں حضرت عثمان سے بیاہ دیتا۔"

(ترجمہ ابن کثیر جلد ۵ ص ۵۲۹)

اسی حدیث مبارکہ کو مدنظر رکھ کر امام اہل سنت شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمت نے فرمایا کہ

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا کہ

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ابْنَتِهِ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ۔ (بخاری شریف، جلد اول ص ۵۲۳، جلد دوم ص ۵۷۳)

''حضرت عثمان ابن عفان القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حقیقی بیٹی کی بیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کا مقررہ حصہ بدر سے ان کو عطا فرمایا۔''

بوقت وصال عبداللہ بن عثمان کی عمر

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَيُقَالُ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُثْمَانَ مَاتَ فِي جُمَادَى الْأُولٰى سَنَةَ أَرْبَعٍ وَهُوَ ابْنُ سِتِّ سِنِيْنَ

(المستدرک، جلد ۴ ص ۴۷)

''ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت عبداللہ ابن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حضرت رقیہ کے صاحبزادے) کا وصال جمادی الاول ۴ ہجری میں ہوا اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی۔''

رسول اللہ علیہ السلام کا اپنی شہزادی کے وصال پر گریہ فرمانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

شَهِدْتُ دَفْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ وَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ۔ (المستدرک، جلد ۴ ص ۴۷)

میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین پر حاضر تھا نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم ان کی قبر پر تشریف فرما تھے میں نے آپ کی چشمان مقدسہ سے آنسو رواں دیکھے۔

ابن شہاب زہری کہتے ہیں

وَبَلَغَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ يَوْمَ بَدْرٍ لِعُثْمَانَ سَهْمَهُ وَكَانَ قَدْ تَخَلَّفَ عَلَى امْرَأَتِهِ رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَجَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بَشِيْرًا بِالْفَتْحِ وَمَعَهُ بَدَنَةٌ وَعُثْمَانُ عَلٰى قَبْرِ رُقَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَدْفِنُهَا۔ (المستدرک، جلد ۴ ص ۴۸)

''خدا بہتر جانتا ہے یہ خبر مجھ تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کے دن حصہ عطا فرمایا حالانکہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیوی حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے حضور پیچھے چھوڑ گئے تھے اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چوٹ لگی تھی پھر زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے ان کے ساتھ ایک اونٹ کا بچہ تھا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر ان کو دفن کر رہے تھے۔''

ایک اور روایت یوں ہے کہ

وَأَمَّا وَفَاةُ رُقَيَّةَ فَالصَّحِيْحُ فِي ذٰلِكَ أَنَّ عُثْمَانَ تَخَلَّفَ عَلَيْهَا بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ مَرِيْضَةٌ فِي حِيْنِ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَدْرٍ وَتُوُفِّيَتْ يَوْمَ وَقْعَةِ بَدْرٍ وَدُفِنَتْ يَوْمَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بَشِيْرًا بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بِبَدْرٍ (الاستیعاب جلد ۴ ص ۲۹۹)

''اور بہر حال سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات تو اس میں صحیح بات یہ

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معرکہ بدر کے لیے تشریف لے گئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں اور جنگ بدر کے دن حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اور جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے اسی دن سیدہ رقیہ کو دفن کیا گیا۔"

قَالَ اَبُوْ عُمَرَ لَا خِلَافَ بَيْنَ اَهْلِ السِّيَرِ اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّمَا تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ عَلٰى امْرَاَتِهٖ رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ ضُرِبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ وَاَجْرِهٖ وَكَانَتْ بَدْرٌ فِيْ رَمَضَانَ مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ۔ (الاستیعاب، جلد ۲، ص ۲۸)

ابو عمر نے کہا کہ تاریخ والوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے غزوۂ بدر سے پیچھے رہے اور حضرت عثمان کا مقررہ حصہ ان کو دیا گیا اور غزوۂ بدر رمضان المبارک ۲ ہجری میں واقع ہوا تھا۔

رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّهَا خَدِيْجَةُ وَتَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ بْنُ اَبِيْ لَهَبٍ۔ الخ (الاصابہ، جلد ۸، ص ۹۱)

ترجمہ ہو چکا ہے اور اس روایت میں یہ زائد ہے کہ سترہ رمضان المبارک کو آپ کا انتقال ہوا۔

خلاصہ ذکر حضرت رقیہ بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ادیب اہلسنت خطیب ملت حضرت پیر سید خضر حسین صاحب خضر رقمطراز ہیں

کہ

حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو سرکار علیہ السلام کی ۳۳ سال کی عمر شریف میں حضرت زینب سے تین سال بعد بعثت نبوی سے سات سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں سیدہ رقیہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سنت کو اپنے شوہر کا ساتھ دے کر قائم کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بیٹی کا نام مبارک رقیہ بنت محمد رسول اللہ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے والدہ کا اسم گرامی ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہے۔

عقد اول

جب سیدہ رقیہ کی بڑی بہن جنابہ سیدہ زینب کی شادی ابو العاص بن ربیع کے ساتھ ہو گئی جو بنو عبد العزیٰ بن عبد الشمس ابن عبد مناف میں سے تھے تو بنو ہاشم کو خیال ہوا کہ شاید سیدہ زینب کی طرح حضرت رقیہ اور جنابہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح بھی کہیں اپنی قوم و برادری سے باہر کسی دوسرے قبیلہ میں نہ ہو جائیں اس لیے نکاح زینب سے تھوڑا عرصہ بعد بنی عبد المطلب، حضرت ابو طالب کو ساتھ لے کر حضرت رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیغام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جناب ابو طالب نے بات شروع کرتے ہوئے کہا اے بھتیجے آپ نے زینب کا نکاح ابو العاص کے ساتھ کر دیا ہے بے شک وہ

اچھا داماد اور شریف آدمی ہے لیکن آپ کے عمزاد کہتے ہیں کہ جس طرح آپ پر حدیجہ کی بہن حالہ بنت خویلد کے بیٹے کا حق ہے اسی طرح سے آپ پر ہمارا بھی حق ہے اور حسب ونسب اور شرافت میں بھی ہم اس سے کم نہیں۔

آپ نے فرمایا یہ بات درست ہے اس پر جناب ابو طالب نے کہا کہ ہم رقیہ اور ام کلثوم کا رشتہ آپ سے آپ کے چچا ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے لیے مانگنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے چچا قرابت داری اور رشتہ داری سے تو انکار نہیں لیکن اس معاملہ میں آپ مجھے کچھ مہلت دے دیں۔

عتبہ اور عتیبہ کی ماں ام جمیل بنت حرب (ابوسفیان کی بہن) امیر معاویہ کی پھوپھی تھی جو نہایت زبان دراز، سنگ دل، بد اخلاق اور بد مزاج عورت تھی اس لیے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ڈرتی تھیں کہ ابولہب کے گھر میں اس عورت کے ساتھ میری لڑکیوں کی گزران کیسے ہوگی۔ اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر الٰہی میں زیادہ مشغول رہنے لگے تھے اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خدشات کا اظہار کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پریشان کرنا نہ چاہتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا کوئی ذکر نہ کیا چنانچہ بعثت نبوی سے پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح بالترتیب ابولہب کے بیٹوں عتبہ، عتیبہ سے ہو گئے چونکہ لڑکیاں ابھی بالغ نہ تھیں اس لیے رخصتی نہ ہوئی۔ (سیرت مصطفیٰ)

طلاق

جب سورۃ لہب (تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ) نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا "رَأْسِيْ مِنْ رَأْسِكُمَا حَرَامٌ اِنْ لَّمْ تُفَارِقَا ابْنَتَيْ مُحَمَّدٍ"

کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے میرا سر تمہارے سروں سے جدا رہے گا چنانچہ ابولہب کے دونوں لڑکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں صاحبزادیوں (رقیہ اور ام کلثوم) کو قبل از قرابت اپنے نکاحوں سے جدا کر دیا۔ (نور الابصار ص ۴۳)

حضرت قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں
حضور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ابولہب کے لیے یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ
"اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ" "اے اللہ تو اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کر دے" "فَاَكَلَهُ الْاَسَدُ" "تو ایک شیر نے اسے پھاڑ کھایا تھا۔"
(شفا شریف، ص ۲۱۶ مطبوعہ محمد احزاب اکیڈمی ملتان)

عتبہ یا عتیبہ

محققین و مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ جس کو شیر نے ہلاک کیا وہ عتبہ تھا یا عتیبہ بعض نے عتبہ کے بارے میں اور بعض نے عتیبہ کے بارے میں لکھا ہے، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ قصہ عتبہ سے متعلق ہے عتیبہ بعد میں مسلمان ہو کر صحابہ کی گنتی میں شمار ہوا۔

علامہ شبلنجی نور الابصار میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عتبہ نے جب حضرت سیدہ ام کلثوم علیہا السلام کو جدا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا "كَفَرْتُ بِدِيْنِكَ وَفَارَقْتُ ابْنَتَكَ" "میں نے آپ کے دین سے کفر و انکار کیا ہے اور آپ کی بیٹی کو جدا کر دیا ہے" کہنے لگا آپ کی بیٹی مجھے اچھا نہیں سمجھتی اور میں آپ کو اچھا نہیں سمجھتا میں شام کی طرف بغرض تجارت جا رہا ہوں ثُمَّ سَطَا عَلَيْهِ وَشَقَّ قَمِيْصَهٗ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پر حملہ کر دیا اور آپ کی قمیص پھاڑ ڈالی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اِنِّیْ اَسْئَلُ اللّٰهَ اَنْ يُّسَلِّطَ عَلَيْكَ كَلْبَهٗ" "میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تیرے اوپر اپنا کتا مسلط کر دے۔ عتبہ قریش کے تاجروں کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ شام میں زرقاء کے مقام پر رات بسر کرنے کے لیے ٹھہرے تو اس رات ایک شیر آیا عتبہ کہنے لگا "يَاوَيْلَ اُمِّيْ هُوَ وَاللّٰهِ آكِلِيْ كَمَا دَعَا عَلَيَّ مُحَمَّدٌ قَاتِلِيْ ابْنُ اَبِيْ كَبْشَةَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَاَنَا بِالشَّامِ" "ہائے میری ماں وہ شیر مجھے کھا جائے گا جیسا کہ میرے لیے محمد نے دعا کی ہے کیا؟ ابن ابی کبشہ مجھے قتل کر دے گا حالانکہ وہ مکہ میں ہے اور میں شام میں ہوں۔ لوگوں کے سامنے اس پر شیر نے حملہ کیا اور اس کا سر پکڑ کر زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ (نور الابصار ص ۴۲)

ابو کبشہ

تفسیر خطیب کے مطابق جناب ابو کبشہ کا تعلق رسول اللہ علیہ السلام کے ننھیال سے تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف اس لیے منسوب ہیں کہ ابو کبشہ نے قریش وغیرہ کی مخالفت کی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے دین کی مخالفت کی تو کفار قریش نے کہا "نَزَعَةُ اَبُوْ كَبْشَةَ" "ان کو ابو کبشہ کھینچ لے گیا ہے۔ ذخائر العقبیٰ میں ہے کہ رسول کریم کا رضاعی باپ جو حضرت حلیمہ سعدیہ کا شوہر تھا اسے بھی ابو کبشہ کہا جاتا تھا۔ (نور الابصار ص ۴۲)

حضرت عثمان سے نکاح

حضرت سیدہ رقیہ علیہا السلام کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ مکرمہ میں ہوا جو اللہ تعالیٰ کے ایماء و رضا سے تھا۔ طبرانی نے "معجم" میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ اُزَوِّجَ كَرِيْمَتِيْ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ"
"اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ میں اپنی کریمہ (رقیہ) کا نکاح عثمان بن عفان سے کر دوں۔"

جب سیدہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو اس وقت یہ بات مکہ مکرمہ میں بہت مشہور ہوئی کہ

سب سے اچھا جوڑا

اَحْسَنُ زَوْجَيْنِ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رُقَيَّةُ وَزَوْجُهَا عُثْمَانُ
"سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا ہے وہ حضرات رقیہ و عثمان ہیں۔"

اس نکاح پر جناب سعدی بنت کریز صحابیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے یہ اشعار کہے۔

هَدَى اللّٰهُ عُثْمَانَ الصَّفِيَّ بِقَوْلِهِ ۔۔۔ فَاَرْشَدَهُ اللّٰهُ وَيَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ
وَاَنْكَحَ الْمَبْعُوْثُ اِحْدٰى بَنَاتِهِ ۔۔۔ فَكَانَ كَبَدْرٍ مَازَجَ الشَّمْسَ فِي الْاُفُقِ
(سیرت رحمۃ للعالمین)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے عثمان باصفا کو اپنے اس قول سے کہ (اللہ تعالیٰ حق کی طرف ہدایت دیتا ہے) ہدایت اور رہنمائی بخشی اور حضور علیہ السلام نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا آپ ایسے چودھویں کے چاند کی طرح تھے جو افق میں سورج کو شرما رہا ہو۔

ارشاد رسول

سیدہ رقیہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سنت کو اپنے شوہر نامدار کا ساتھ دے کر قائم کیا آپ نے حضرت عثمان کے ساتھ دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ کی طرف اور دوسری حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ان کی شان میں فرمایا

"اِنَّهُمَا الْاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بَعْدَ لُوْطٍ وَّ اِبْرَاهِيْمَ"

"لوط اور ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی۔"

سیّدہ رقیہ کی وفات

"حضرت سیّدہ رقیہ علیہا السلام ۲ھ ہجری میں بیمار ہوئیں نبی کریم علیہ السلام جب جنگ بدر کو تشریف لے جا رہے تھے اس وقت سیّدہ رقیہ علیل تھیں حضور علیہ السلام نے ان کی بیمارداری کے لیے حضرت عثمان غنی اور اسامہ بن زید کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا جس روز حضرت زید بن حارثہ فتح کی بشارت لے کر مدینہ پہنچے تو اس وقت سیّدہ کی تدفین ہو رہی تھی بوقت وفات سیّدہ کی عمر شریف ۲۱ سال تھی آپ کی وفات چیچک کی بیماری کے سبب سے ہوئی۔

سیّدہ رقیہ کی اولاد

سیّدہ رقیہ کے بطن اطہر سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا عبداللہ سبط رسول اپنی والدہ کے بعد صرف دو سال تک زندہ رہے ان کی عمر چھ سال کی تھی کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگ ماری زخم پک گیا آخر یہ والدہ کی یادگار بھی آغوش مادر میں جا سویا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○

(آل رسول ص ۲ ۱۵۹:۱۵)

ذکر اُمِ کلثوم بنت رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا)

صاحب الاستیعاب فرماتے ہیں کہ

اُمُّ كُلْثُوْمَ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَلَدَتْهَا قَبْلَ فَاطِمَةَ وَقِيْلَ رُقَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فِيْمَا ذَكَرَهُ مُصْعَبٌ وَلَمْ يَخْتَلِفُوْا اَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّمَا تَزَوَّجَ اُمَّ كُلْثُوْمَ بَعْدَ رُقَيَّةَ وَكَانَتْ اُمُّ كُلْثُوْمَ تَحْتَ عُتَيْبَةَ بْنِ اَبِيْ لَهَبٍ فَلَمْ يَبْنِ بِهَا حَتّٰى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بُعِثَ فَارَقَهَا بِاَمْرِ اَبِيْهِ اِيَّاهُ بِذٰلِكَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِ اُخْتِهَا رُقَيَّةَ وَكَانَ نِكَاحُهُ اِيَّاهَا فِيْ سَنَةِ ثَلَاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ مَوْتِ رُقَيَّةَ وَكَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذْ تُوُفِّيَتْ رُقَيَّةُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْهِ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ حَفْصَةَ ابْنَتَهُ لِيَتَزَوَّجَهَا فَسَكَتَ عُثْمَانُ عَنْهُ لِاَنَّهُ قَدْ كَانَ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّ عُثْمَانَ عَلٰى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَّهُ مِنْهَا وَ اَدُلُّهَا عَلٰى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَّهَا مِنْ عُثْمَانَ فَتَزَوَّجَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفْصَةَ وَ زَوَّجَ عُثْمَانَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ فَتُوُفِّيَتْ عِنْدَهٗ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُ وَكَانَ نِكَاحُهٗ لَهَا فِىْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَ بَنٰى عَلَيْهَا فِىْ جُمَادَى الْاٰخِرَةِ مِنَ السَّنَةِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ وَ تُوُفِّيَتْ فِىْ سَنَةِ تِسْعٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ وَصَلّٰى عَلَيْهَا اَبُوْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فِىْ حُفْرَتِهَا عَلِيٌّ وَّالْفَضْلُ وَ اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَغَسَّلَتْهَا اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَّصَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ۔

(الاستیعاب جلد ۲ ص ۷۷۴)

حضرت سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی والدہ حضرت سیدہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے پیدا ہوئیں اور مصعب نے کہا کہ سیدہ رقیہ کی ولادت پہلے ہوئی اور اس میں اختلاف نہیں کہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد وفات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ عتیبہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب نہیں گیا تھا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا تو عتیبہ نے اپنے باپ ابولہب کے کہنے سے حضرت سیدہ ام کلثوم کو (اپنے نکاح سے) علیحدہ کر دیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳ ہجری میں حضرت

رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے متعلق پیشکش فرمائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے کیونکہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کا ذکر فرماتے تھے جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا

"کیا میں عثمان کو اس سے بہتر رشتہ نہ بتاؤں اور حفصہ کو عثمان سے بہتر آدمی کا مشورہ نہ دوں۔"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور جمادی الاوّل میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آباد ہوئیں اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ ان کے باپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود پڑھائی ۹ ہجری میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا ان کی قبر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اترے اور ان کو غسل حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب (حضور علیہ السلام

کی پھوپھی محترمہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا۔

صاحب طبقات امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ

اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ ابْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ تَزَوَّجَهَا عُتَيْبَةُ بْنُ اَبِىْ لَهَبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ قَالَ لَهُ اَبُوْهُ اَبُوْ لَهَبٍ رَأْسِيْ مِنْ رَأْسِكَ حَرَامٌ اِنْ لَّمْ تُطَلِّقْ اِبْنَتَهُ فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا فَلَمْ تَزَلْ بِمَكَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْلَمَتْ اُمُّهَا وَبَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَخَوَاتِهَا حِيْنَ بَايَعَهُ النِّسَاءُ وَهَاجَرَتْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَتْ مَعَ عِيَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمْ تَزَلْ بِهَا فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَفَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ بِكْرًا وَذٰلِكَ فِىْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ ثَلَاثٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ وَاُدْخِلَتْ عَلَيْهِ فِىْ هٰذِهِ السَّنَةِ فِىْ جُمَادَى الْاٰخِرِ فَلَمْ تَزَلْ عِنْدَهُ اِلٰى اَنْ مَاتَتْ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْئًا وَمَاتَتْ فِىْ شَعْبَانَ سَنَةَ تِسْعٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ كُنَّ عَشْرًا لَزَوَّجْتُهُنَّ عُثْمَانَ" (طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۷)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ السلام کی حقیقی بیٹی جن کی

والدہ حضرت سیّدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں اس سے عتیبہ بن ابی لہب نے اظہار نبوت سے پہلے نکاح کیا تو جب نبی کریم علیہ السلام نے اظہار نبوت فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورت تبت یدا ابی لھب نازل فرمائی تو عتبہ کے باپ ابولہب نے اپنے لڑکے عتبہ کو کہا کہ اگر تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی کو طلاق نہ دی تو میری سرداری کی جانشینی تجھ پر حرام ہوگی تو عتبہ نے آپ کی شہزادی حضرت سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جدا کر دیا اور عتبہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب ابھی نہیں گیا تھا۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہیں جب آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام لائیں تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مسلمان ہو گئیں اور جب دوسری عورتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تو حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنی حقیقی بہنوں کے ساتھ اپنے والد حقیقی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اہل وعیال کے ساتھ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ہجرت کی اور آپ کے اہل وعیال میں زندگی بسر فرمائی پھر جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کی جگہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری کا ہی نکاح حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیا' حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور جمادی الآخر ۲ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آباد ہوئیں اور آخر موت تک حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر زندگی گزاری اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال شعبان ۹ ہجری میں ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"اگر میرے پاس دس لڑکیاں بھی ہوتیں تو (یکے بعد دیگرے) میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی نکاح میں دے دیتا۔"

لَيْسَ كَذَا قَالَ تَزَوَّجَ أُمَّ كُلْثُومٍ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُتَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعُزّٰى ابْنِ أَبِي لَهَبٍ فَلَمْ يَبْنِ بِهَا حَتّٰى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ رُقَيَّةُ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ عُتْبَةَ أَخِيْ عُتَيْبَةَ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ) (المسد ۱)

قَالَ أَبُو لَهَبٍ لِابْنَيْهِ عُتَيْبَةَ وَعُتْبَةَ رَأْسِيْ مِنْ رَأْسِكُمَا حَرَامٌ إِنْ لَمْ تُطَلِّقَا ابْنَتَيْ مُحَمَّدٍ وَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُتْبَةَ طَلَاقَ رُقَيَّةَ وَسَأَلَتْهُ رُقَيَّةُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ وَهِيَ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ طَلِّقْهَا يَا بُنَيَّ فَإِنَّهَا قَدْ صَبَتْ فَطَلَّقَهَا وَطَلَّقَ عُتَيْبَةُ أُمَّ كُلْثُومٍ وَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَارَقَ أُمَّ كُلْثُومٍ وَقَالَ كَفَرْتُ بِدِيْنِكَ وَفَارَقْتُ ابْنَتَكَ فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رُقَيَّةَ فَتُوُفِّيَتْ عِنْدَهُ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ

(کنز العمال جلد ۱۲ ص ۵۹، رقم الحدیث ۳۵۲۵۱) (مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ ہو چکا ہے۔

حضرت اُم کلثوم کا نکاح بامرِ خداوندی ہوا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ يَا عُثْمَانُ قَالَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأُمِّيْ هَلْ دَخَلَ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مَا دَخَلَ عَلَيَّ تُوُفِّيَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَهَا اللّٰهُ وَانْقَطَعَ الصِّهْرُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ إِلَى الْآخِرِ الْأَبَدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا عُثْمَانُ وَهٰذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَأْمُرُنِيْ عَنْ أَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أُزَوِّجَكَ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُوْمٍ عَلٰى مِثْلِ صَدَاقِهَا وَعَلٰى مِثْلِ عِدَّتِهَا وَعَلٰى مِثْلِ عِدَّتِهَا فَزَوَّجَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا.

(المستدرک، جلد ۴، ص ۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مغموم حالت میں ملاقات فرمائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا لوگوں پر ایسی مصیبت آئی جو مجھے پہنچی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی کا انتقال ہو گیا اور جو رشتہ دامادی میرے اور آپ کے درمیان تھا وہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! تم یہ کیا بات کہہ رہے ہو اور یہ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم سنا رہے ہیں کہ میں تجھے رقیہ کی ہمشیرہ اپنی لخت جگر ام کلثوم کا اسی کے حق مہر پر اسی کی عدت پر تجھ سے نکاح کر دوں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا۔

مقام حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!

زَوْجِي خَيْرٌ أَوْ زَوْجُ فَاطِمَةَ قَالَت فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ زَوْجُكِ مِمَّنْ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَوَلَّيْتُ فَقَالَ لَهَا هَلُمِّي مَاذَا قُلْتِ قَالَتْ قُلْتُ زَوْجِي مِمَّنْ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ نَعَمْ وَأَزِيدُكِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ مَنْزِلَهُ وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي يَعْلُوهُ فِي مَنْزِلِهِ (المستدرک، جلد ۴ ص ۴۹)

میرا خاوند عثمان بہتر ہے یا فاطمہ کا خاوند علی؟

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہ بات سن کر خاموش ہو گئے؟ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام کلثوم! تیرا شوہر عثمان وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہ پھیر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ادھر آؤ! میں نے کیا کہا

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میرا شوہر وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں۔

فرمایا ہاں اور میں تمہیں اور زیادہ بتاتا ہوں

''میں جنت میں گیا تو میں نے عثمان کی جگہ دیکھی اپنے اصحاب سے میں نے اس کے مرتبے پر کسی کو بلند ہوتے نہیں دیکھا؟''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادیوں کا نکاح اللہ نے فرمایا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

لَمَّا مَاتَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عُمَرُ بِعُثْمَانَ وَقَالَ هَلْ لَكَ فِي حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَلَمْ يُرِدْ عَلَيْهِ شَيْئًا فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَا عُمَرُ أَنْ يَأْتِيَكَ بِصِهْرٍ هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عُثْمَانَ فَتَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَةِ عُمَرَ وَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ كُلْثُومٍ مِنْ عُثْمَانَ وَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ خَطَبَهَا أَبُوبَكْرٍ وَخَطَبَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الشُّهُبِ لِعُثْمَانَ مَا أَنَا أُزَوِّجُ بَنَاتِي وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُزَوِّجُهُنَّ

(المستدرک، جلد ۴ ص ۴۹)

جب حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

سے گزرے اور کہا میری بیٹی حفصہ کے ساتھ نکاح کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت عثمان نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو (اس واقعہ کی) خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! شاید اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر داماد دلا دے جو عثمان سے تیرے لیے بہتر ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سے نکاح فرمایا اور اپنی شہزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا اور اس سے پہلے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی (حضرت اُم کلثوم کے لیے) شادی کا پیغام بھیجا تو آپ نے ان کا نکاح ان سے نہیں کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

”بہتر سفارشی میں نہیں ہوں کہ میں اپنی بیٹیوں کا نکاح کروں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت عثمان سے میری بیٹیوں کا نکاح فرمایا ہے۔“

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح

یحییٰ ابن سعید نے فرمایا کہ

مَاتَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔

(المستدرک، جلد۴، ص۴۹)

”حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ

عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سے نکاح فرمایا یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔“

وصال حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مصعب بن عبداللہ الزبیری نے کہا

وَاسْمُ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيَّةُ زَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُثْمَانَ بَعْدَ رُقَيَّةَ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْ جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتُوُفِّيَتْ وَهِيَ عِنْدَ عُثْمَانَ فِيْ شَعْبَانَ سَنَةَ تِسْعٍ وَكَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةُ الَّتِيْ هِيَ غَسَلَتْهَا فِيْ نِسْوَةِ الْأَنْصَارِ۔ (المستدرک، جلد۴، ص۴۹)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم گرامی امیہ تھا۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح اپنی شہزادی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ربیع الاول شریف کے مہینہ میں کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمادی الآخرہ ۳ ہجری میں تشریف لے گئیں اور ان کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے پاس شعبان ۹ ہجری میں ہوا اور ام عطیہ انصاریہ نے ان کو غسل دیا جو انصار کی عورتوں کو غسل دیتی تھیں۔“

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

أَنَا غَسَّلْتُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ جَعَلْتُ عَلَيْهَا نَعْشًا أَمَرْتُ بِهِ الَّذِيْ وَطَّئْنَهُ فَوَازِيْنَهَا ۔ (طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۳۸)

"میں نے حوام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے بھی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے موافق ان کا گہوارہ بھی بنایا گیا۔"

حضرت علی، فضل اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر شریف میں اتارا

وَنَزَلَ فِيْ حُفْرَتِهَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَالْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ (طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۳۹)

"حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف میں حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت فضل ابن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اترے اور انہوں نے آپ کو لحد شریف میں اتارا۔" (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝)

خلاصۂ ذکر حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ آپ بعثت نبوی سے چھ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اس پاک بی بی بنت رسول نے اپنے پیارے باپ اور عظیم والدہ کے حالات ومشکلات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ شعب ابی طالب کے کٹھن ترین مراحل کو برداشت کیا۔ حضرت رقیہ اپنے خاوند عثمان غنی کے ہمراہ ہجرت کرکے حبشہ کو چلی گئیں لیکن سیدہ ام کلثوم اپنی بوڑھی ماں اور چھوٹی بہن سیدہ فاطمہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہ گئیں۔ ان سخت ترین ایام میں خدا

تعالیٰ کی بندگی، اپنے مغموم بابا کے دکھوں میں شریک ہونا، اپنی بوڑھی ماں کا ہاتھ بٹانا، اپنی چھوٹی بہن کو دلاسے دینا، یہ وہ امور ہیں جن کا انجام دینا اتنا آسان نہ تھا یہ وہ سعادتیں ہیں جو ام کلثوم کے حصہ میں آئیں۔

آپ کا اسم شریف آمنہ بنت محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ والدہ حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ہیں اور کنیت اُم کلثوم ہے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا لیکن رخصتی نہ ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت اور تبلیغ کا آغاز فرمایا تو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔

ابولہب آپ کا سگا چچا تھا لیکن اس نے رشتہ داری کو بالائے طاق رکھ دیا اور آپ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور قدم قدم پر آپ سے دشمنی کرنے لگا اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ لہب نازل فرمائی جس میں ابولہب اور اس کی بیوی کا نام لے کر بالتصریح ان کی مذمت کی گئی اس پر ان کا غصہ اور بھی بھڑک اٹھا ام جمیل ہاتھ میں کنکریاں لے کر آپ کو مارنے کے لیے چڑھ دوڑی اور ابولہب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دونوں شہزادیوں حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بیٹوں سے طلاقیں دلوا دیں۔ (سیرت بنات مصطفیٰ ص ۴۱، ۴۲)

حضرت جناب سیدہ رقیہ علیہا السلام کی وفات ہوئی تو اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ربیع الاول ۳ ہجری میں اپنی عظیم شہزادی ام کلثوم علیہا السلام کا نکاح بھی حضرت عثمان سے کر دیا۔

حضرت سعید ابن مسیب نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ انتقال کر گئیں ادھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ بیوہ ہو گئیں تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے کہا کہ وہ حفصہ سے نکاح کرلیں لیکن حضرت عثمان یہ خبر سن چکے تھے کہ رسول کریم حفصہ سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں اس لیے حضرت عثمان خاموش رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اس امر کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا

"هَلْ لَكَ فِي خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ أَتَزَوَّجُ أَنَا حَفْصَةَ وَأُزَوِّجُ عُثْمَانَ خَيْرًا مِنْهَا أُمَّ كُلْثُومٍ (نور الابصار، ص۴۲)

"کیا میں آپ کو اس سے بہتر مشورہ نہ دوں کہ میں حفصہ سے نکاح کرلوں اور عثمان کو حفصہ سے بہتر ام کلثوم سے نکاح کردوں؟"

ربعی بن حراس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کا پیغام بھیجا اور یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يَا عُمَرُ أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ لَكَ مِنْ عُثْمَانَ وَأَدُلُّ عُثْمَانَ عَلَى خَيْرٍ لَهُ مِنْكَ.

"اے عمر! حفصہ کی شادی کے لیے میں تجھے عثمان سے بہتر شخص کی طرف رہنمائی کروں؟ اور عثمان کو تجھ سے بہتر کی طرف رہنمائی کروں؟"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے یا نبی اللہ! حضور نے فرمایا

زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ وَأُزَوِّجُ عُثْمَانَ ابْنَتِي. (نور الابصار، ص۴۲)

"تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردو اور میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کردیتا ہوں۔"

اس ارشاد حالی کے بعد حفصہ کو ام المومنین ہونے کا شرف عطا ہوا اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی النورین بننے کی عزت حاصل ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے دروازے کے قریب حضرت عثمان سے ملے اور ارشاد فرمایا

يَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِيلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِمِثْلِ صِدَاقِ رُقَيَّةَ عَلَى مِثْلِ صُحْبَتِهَا. (ابن ماجہ شریف)

"اے عثمان! یہ جبرائیل ہیں، انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح تم سے فرمایا ہے اور مہر جو رقیہ کا تھا وہی ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

"جب میری بیوی یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو میں بہت رویا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

مَا يُبْكِيكَ "کیوں رو رہے ہو؟" قُلْتُ أَبْكِي عَلَى انْقِطَاعِ صِهْرِي مِنْكَ میں نے عرض کیا، اس لیے کہ آپ سے میری دامادی کا تعلق منقطع ہوگیا ہے۔ قَالَ فَهٰذَا جِبْرِيلُ يَأْمُرُنِي بِأَمْرِ اللّٰهِ أَنْ أُزَوِّجَكَ أُخْتَهَا وَأَنْ أَجْعَلَ صَدَاقَهَا مِثْلَ صَدَاقِ أُخْتِهَا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل ہیں انہوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا ہے کہ میں تیرے ساتھ رقیہ کی ہمشیرہ کا نکاح کردوں اور اسی کے مہر کی مثل اس کا مہر مقرر کروں۔"

(نور الابصار، ص۴۲)

حضرت سیدہ اُم کلثوم سلام اللہ علیہا کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی' حضرت علی المرتضیٰ، فضل ابن عباس، اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مراسم تدفین پورے کئے اسماء بنت عمیس، صفیہ بنت عبدالمطلب نے غسل دیا۔ حضور علیہ السلام کی اس صاحبزادی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی النورین کہا جاتا ہے وہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دی جب وہ انتقال فرما گئیں تو دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے نکاح میں دے دیا جب وہ بھی انتقال فرما گئیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا

لَوْ كَانَ عِنْدِيْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُكَهَا۔ (نور الابصار ص ۷۹)

"اے عثمان! اگر میرے پاس تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں وہ بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا۔" (آل رسول ص ۲۶۰-۲۶۳)

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں:

گرامی قارئین! بعض بدبخت لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان شہزادیوں کا انکار کرتے ہیں اور محض اس لیے کرتے ہیں کہ اگر ان کا وجود تسلیم کر لیا تو پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داماد رسول تسلیم کرنا پڑے گا اور اگر ان کو داماد مصطفےٰ تسلیم کر لیا تو ان کے خیال سے انفرادیت مرتضوی قائم نہیں رہتی حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت میں سب صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں جو ان کی انفرادیت کو روز روشن کی طرح عیاں کرتی ہیں۔

علی — فاتح خیبر ہیں
علی — قاتل عنتر ہیں

علی — باب مدینۃ العلم ہیں
علی — ابنِ رسول ہیں
علی — والد حسنین کریمین ہیں
علی — مولائے کائنات ہیں
علی — حیدرِ صفدر ہیں
علی — قاسم کوثر ہیں کرم اللہ وجہہ الکریم

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ:

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں
وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام دل میں بغض علی
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

ذکر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری شہزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

سیدہ سلام اللہ علیہا کے القابات

۱۔ زہرا

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب الشرف المؤبد لآل محمد میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی عظیم کتاب خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

حیض سے پاک تھیں اور بچے کی ولادت سے ایک ساعت کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں حتیٰ کہ آپ کی کوئی نماز قضاء نہ ہوتی (وَكَذٰلِكَ سُمِّيَتِ الزَّهْرَاءُ) اسی لیے آپ کا نام زہرا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ، الشرف المؤبد لآل محمد ص ۵۷، ۵۸)

۲- بتول

سیدۃ النساء العالمین فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بتول اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے فضیلت و دین اور حسب و نسب کے اعتبار سے منفرد ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرنے کی وجہ سے بتول کہا گیا ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ آپ کی مثال و نظیر کوئی نہیں اس لیے بھی آپ بتول ہیں۔ (فضائل خمسہ ص ۱۵۷، بحوالہ ابن الاثیر جلد ۲ الہروی)

نام نامی اسم گرامی کی وجہ تسمیہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

"اِنَّمَا سَمَّيْتُ فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَهَا وَذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ"

(اسعاف الراغبین علی حاشیہ نور الابصار ص ۱۰۹، مطبوعہ مصر)

(کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۰۹ رقم الحدیث ۳۴۲۲۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے ان کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار (جہنم) پر حرام فرما دیا۔" (جامع الاحادیث، جلد ۵، ص ۵۹۵)

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ

"اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى غَيْرُ مُعَذِّبِكِ وَلَا وَلَدِكِ"

(کنز العمال، جلد ۱۲ ص ۱۰۱، رقم الحدیث ۳۴۲۳۶)

تاجدار انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ارشاد فرمایا "اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب کرے اور نہ تیری اولاد میں سے کسی کو۔" (جامع الاحادیث، جلد ۵، ص ۵۹۶)

اولاد فاطمہ کا میں باپ ہوں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ وَكُلُّ بَنِيْ اٰبٍ يَنْتَمُوْنَ اِلٰى عَصَبَتِهِمْ وَاَبِيْهِمْ اِلَّا بَنِيْ فَاطِمَةَ فَاَنَا اَبُوْهُمْ" (صحیح البخاری، جلد ۱، ص ۳۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سب کی اولادیں اپنے باپوں کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔"[1]

اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

[1] آج کل کے بزعم خویش بڑے بڑے اساتذہ العلماء اور شیخ الحدیث رضویہ شیعہ میں اس صریح حدیث پاک کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے کہ حضرت فاطمہ کے والد کو منسوب قوم کے رکھا جاتا ہے حالانکہ وہ خود کو رضوی کہلواتے ہیں اور یہ حدیث امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمت نے فتاویٰ رضویہ میں تحریر کی ہے کیونکہ فتاویٰ رضویہ میں مرقوم تمام احادیث کا مجموعہ جامع الاحادیث ہے جسے مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی نے شائع کیا ہے اور سرورق پر بطور مصنف لکھا ہے "مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ" ملاحظہ ہو جامع الاحادیث جلد ۵ ص ۵۹۹ پر حدیث ۳۰۱۶ میں رقم ہے کیا یہ اہل بیت سے تعصب نہیں ہے؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَهَا اللّٰهُ وَذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ۔

(المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۵۲، کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۰۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بے شک فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے پاکدامنی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر دوزخ حرام فرما دی۔" (جامع الاحادیث جلد ۵ ص ۵۹۶)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انسانی شکل میں حور ہیں

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنَتِيْ فَاطِمَةُ آدَمِيَّةٌ حُوْرَآءُ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمَثْ۔

(کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۰۵ رقم الحدیث ۳۴۲۲۶)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "بے شک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے۔"

(جامع الاحادیث جلد ۵ ص ۵۰۲) (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۱۱۹) (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (الشرف المؤبد ص ۴۷)

فضائل سیدہ بزبان ام المؤمنین عائشہ صدیقہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں

مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهَا كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ

مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا۔ (سنن ابوداؤد باب فی القیام جلد ۲ ص ۷۰۷)

"میں نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات واطوار میں مشابہ کسی کو نہ دیکھا جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے اور ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قیام کرتیں اور دست اقدس کو بوسہ دیتیں اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھائیں۔"

(المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۰، مصابیح السنہ ص ۱۲، جامع الاحادیث جلد ۵ ص ۵۹۷)

خارجیوں سے سوال

خارجیوں کا ماوا آدم مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے "نبی کی تعظیم بھائیوں کی سی کرو" اور مزید کہتا ہے "قیام نماز کا رکن اور عبادت ہے، غیر اللہ کے لیے جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔" اسی طرح اس نے لکھا "بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا شرک ہے۔" (تقویۃ الایمان) تو کیا خارجی بتائیں گے کہ اس فتوؤں کی اندھی بوچھاڑ میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی شہزادی کو یہ خارجی کیا سمجھتے ہیں؟ کیونکہ اس حدیث پاک میں قیام، تعظیم، بوسہ دونوں طرف سے ثابت ہے اور بیان کرنے والی ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اس کے سوا کیا کہا جائے کہ

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

تمہارے فتوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر العیاذ باللہ تعالیٰ حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

سیدہ فاطمہ اوران کے محب جہنم سے آزاد ہیں

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَطَمَهَا وَمُحِبِّیْهَا مِنَ النَّارِ.
(تاریخ بغداد للخطیب، جلد ۱۲، ص ۳۳۱، التنزیہ الشریعۃ لابی نعیم، جلد ۱، ص ۴۱۳، کنز العمال جلد ۱۲، ص ۱۰۹، رقم الحدیث ۳۴۲۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ اسے اور اس سے محبت کرنے والوں کو آتش دوزخ سے آزاد فرمایا۔"

(جامع الاحادیث جلد ۵، ص ۵۹۷)(ذخائر العقبیٰ ص ۲۶ مطبوعہ مکہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ
"غلامانِ زہرا کو نار سے چھڑایا اللہ عزوجل نے مگر نام حضرت زہراء کا ہے فاطمہ، چھڑانے والی آتش جہنم سے نجات دینے والی۔"

(الامن والعلیٰ ص ۳۱)

فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ" رواہ البخاری

(انوارِ بیت ص ۲۹۶)

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

فاطمہ کی خوشی میری خوشی ہے

"اِنَّمَا فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا وَیَسُرُّنِیْ مَا اَسَرَّهَا"
رَوَاہُ مُسْلِمٌ (انوار البیت ص ۲۹۶)
"فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس کسی نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔

جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
"اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّۃِ اَوْ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ"
رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ (انوار بیت ص ۲۹۶)
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے فاطمہ! کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہانوں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔"
(حدیث پاک کی بہترین تفصیل کے لیے ہماری کتاب اسرار خطابت ملاحظہ ہو، جلد ۶)
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
"خَیْرُ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ اَرْبَعٌ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ اٰسِیَۃُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ وَّ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" (الاستیعاب جلد ۲ ص ۷۷۱)

تمام جہانوں کی عورتوں میں سے بہتر چار عورتیں ہیں

۱ مریم بنت عمران، ۲ آسیہ بنت مزاحم، ۳ خدیجہ بنت خویلد،

۴۔ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"یَا بُنَیَّۃُ اَمَا تَرْضَیْنَ اِنَّکِ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ؟ قَالَتْ یَا اَبَتِ فَاَیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ؟ قَالَ تِلْکَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِھَا وَاَنْتِ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِکِ لَھَا وَاللّٰہِ لَقَدْ زَوَّجْتُکِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا"

(الاستیعاب، جلد ۲ ص ۷۷۱)

"اے بیٹی! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے؟ جناب سیدہ عالم نے عرض کیا ابا جان! مریم بنت عمران بھی تو ہیں؟ ارشاد فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور اللہ کی قسم میں نے تیری شادی اس سے کی ہے جو ساری دنیا کا سردار ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا

خَیْرُ نِسَاءِ اُمَّتِیْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(انوار البیوت، ص ۲۹۷)

"میری امت کی تمام عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔"

سب سے زیادہ محبوب کون؟

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا

فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ "فَاطِمَۃُ" فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا۔

(رواہ الترمذی ومشکوٰۃ، انوار البیوت، ص ۲۹۷)

"میں نے پوچھا کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہیں؟ فرمایا فاطمہ۔ کہا گیا کہ مردوں میں سے فرمایا ان کے شوہر۔"

(حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ)

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

کَانَ اَحَبَّ النِّسَاءِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِیٌّ۔ (رواہ الترمذی المستدرک للحاکم، جلد ۳ ص ۱۵۵)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب علی تھے۔"

نبی کریم علیہ السلام کا سیدہ سے انداز محبت،

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَافَرَ کَانَ آخِرُ النَّاسِ عَھْدًا بِہٖ فَاطِمَۃُ وَاِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ کَانَ اَوَّلُ النَّاسِ بِہٖ عَھْدًا فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔

(المستدرک للحاکم، جلد ۳ ص ۱۵۴)

''نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو سب کے بعد اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے۔''

سب سے زیادہ فصیح اللسان

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ فَاطِمَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي وَلَدَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (الاستیعاب، جلد۲، ص۷۷)

''میں نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح اللہجہ نہیں دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ حضور کی لخت جگر تھیں۔''

میں فاطمہ سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں

آپ ہی راویہ ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ يُقَبِّلُ نَحْرَ فَاطِمَةَ وَقَالَ مِنْهَا أَشُمُّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (الرحمۃ مہداۃ، ص۵۰۲)

''نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سیدہ فاطمہ کی گردن مبارک کو بوسہ دیتے اور فرماتے میں اس سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

اے اہل محشر سر جھکا لو آنکھیں بند کرلو

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ

يَا أَهْلَ الْمَحْشَرِ نَكِّسُوا رُؤُوسَكُمْ غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ فَتَمُرُّ مَعَ سَبْعِينَ أَلْفَ جَارِيَةٍ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ كَمَرِّ الْبَرْقِ۔

(نور الابصار، الصواعق المحرقہ، الرحمۃ مہداۃ، ص۵۰۵)

''جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے درمیان سے ایک منادی ندا کرے گا

اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کرلو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گزر جائیں تو آپ حور عین میں سے ستر ہزار حوروں کے ساتھ بجلی کی طرح گزر یں گی۔''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ ؎

ذکر زہرا سے شرافت کا شعور آتا ہے
اسم زہرا سے محمد کا سرور آتا ہے
جس کے بابا کے سہاروں پہ شجر چلتا ہے
جس کے بابا کے اشاروں پہ قمر چلتا ہے
جس کے بابا کی اطاعت کا صلہ ملتا ہے
جس کے بابا کے توسط سے خدا ملتا ہے
جس کا فرزند شہادت کے ترانے بانٹے
جس کا سرتاج ولایت کے خزانے بانٹے
جس کے بیٹوں کے لیے سجدوں میں طول آ جائے
جس کے بیٹوں کی سواری میں رسول آ جائے

☆☆☆☆

مختصر سوانح سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

واصف آل رسول حضرت پیر سید جعفر حسین شاہ صاحب بڑے اعلیٰ پیرائے میں رقم فرماتے ہیں کہ

ملکۂ ملک سعادت، مطلع چرخ کرامت، سرچشمۂ صبر و رضا، ام شہیدان وفا، سیّدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی ہیں آپ سیدۃ النساء العلمین کے مبارک لقب سے مشہور ہیں۔

نام ونسب والقابات

آپ کا اسم گرامی فاطمہ بنت محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ والدہ سیّدہ ام المومنین خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور القاب سیدۃ النساء عالمیں، زہرا، عذرا، بتول، خاتون جنت، بضعۃ الرسول، سیّدہ، زاہدہ، طیبہ، طاہرہ، راکعہ، ساجدہ، صالحہ، عاصمہ، حمیدہ، کاملہ، صادقہ ہیں۔

ولادت باسعادت

سیدۃ النساء کی ولادت کے بارے میں مورخین کا شدید اختلاف ہے لیکن صحیح تر قول یہ ہے کہ آپ کی ولادت مبارکہ نبوت کے پہلے سال ہوئی جبکہ حضور امام الانبیاء

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔

حاشیہ بخاری شریف جلد اول، ص ۵۳۲ پر استیعاب کے حوالے سے مرقوم ہے

وُلِدَتْ فَاطِمَةُ سَنَةَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی ولادت مبارکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکتالیس سال کی عمر میں ہوئی۔

جب سیّدہ فاطمۃ الزہراء کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجہ طاہرہ نے کسی شخص کو اپنے قریبیوں کے ہاں بھیجا کہ ان کی عورتیں میری کفایت کے لیے آئیں۔ قریش کی عورتوں نے جواب بھیجا کہ اے خدیجہ تو ہمارے نزدیک گناہ گار ہے تو نے ہماری بات نہ مانی اور عبداللہ کے یتیم کی زوجہ بن گئی تو نے فقیری کو امیری پر ترجیح دی ہے اس لیے ہم تیرے پاس نہیں آسکیں گی اور نہ ہی تیری کفایت کریں گی۔

حضرت خدیجہ ان کے اس جواب سے ملول و غمگین ہوگئیں تو اچانک گندمی رنگ اور دراز قد کی چار خواتین آپ کے سامنے ظاہر ہوگئیں اور بنو ہاشم کی عورتوں کی طرح گفتگو کرنے لگیں۔ آپ انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہوگئیں تو ان میں سے ایک نے عرض کیا اے خدیجہ! آپ گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے لیے بھیجا ہے اور ہم آپ کی بہنیں ہیں میں سارہ ہوں اور یہ دوسری مریم بنت عمران ہیں اور تیسری موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم ہیں اور یہ چوتھی فرعون کی بیوی آسیہ ہیں اور یہ سب بہشت میں تیری ساتھی ہیں بعد ازاں ان میں سے ایک خاتون آپ کے دائیں ایک بائیں ایک سامنے اور ایک پیچھے بیٹھ گئیں تو جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جب سیدہ فاطمہ طاہرہ مطہرہ نے صحن عالم میں قدم رکھا تو آپ کا نور مبارک درخشاں ہو گیا چنانچہ آپ کے نور نے مکہ معظمہ کے مکانوں کو گھیر لیا اور زمین کے شرق و غرب میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے اس نور نے روشن نہ کیا ہو۔

(روضۃ الشہداء از علامہ ملا حسین واعظ کاشفی حنفی المتوفی ۹۱۰ھ ص ۱۱۷، ۱۱۸ مطبوعہ ایران رحمۃ اللہ علیہ)

بر آسمان رسالت ہلالے از نو تافت
بوستان نبوت گلی ز نو بشگفت

رسالت کے آسمان پر ایک نیا چاند چمکا، نبوت کے باغ میں ایک نئی کلی کھلی ہے۔

غسل اوّل

روایت میں آیا ہے کہ قادر کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ پاک میں جنت کی دس حوروں کو بھیجا ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک طشت اور چمکتی ہوئی چھاگل تھی اور ان چھاگلوں میں کوثر کا پانی تھا چنانچہ سیدہ خدیجہ کے سامنے بیٹھی ہوئی خاتون نے سیدہ فاطمۃ الزہراء کو لے کر کوثر کے پانی سے غسل دیا اور ایک سفید کپڑا نکال کر اعلیٰ قسم کی خوشبوؤں میں بسا کر آپ کو پہنایا اور ایسے ہی ایک اور پاکیزہ کپڑے کا رومال آپ کے سر اقدس پر باندھ کر کہا اے خدیجہ! اب آپ اس پاک اور پاکیزہ کو لے لیں اللہ تعالیٰ ان پہ اور ان کی اولاد پر برکت کرے اور دوسری بیبیوں نے بھی جناب سیدہ خدیجہ کو مبارک باد پیش کی۔

جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے خوشی خوشی بچی کو گود میں لیا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام فاطمہ (زہرا) رکھا۔

(روضۃ الشہداء ص ۱۹۸، آل رسول ص ۲۶۵، ۲۶۸)

حضرت علی پاک سے سیّدہ کا نکاح

حضرت سیدہ بتول فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نکاح حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ۲ ہجری میں غزوۂ بدر سے واپسی کے بعد رمضان میں ہوا تو آپ کی عمر اس وقت پندرہ سال اور حضرت علی کی اکیس سال تھی اور رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سیدہ کی زندگی میں کسی دوسری خاتون سے نکاح نہیں فرمایا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی رخصتی کی رات کو دعا فرماتے ہوئے فرمایا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.

"اے اللہ کریم! انہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔"

اور ایسی ہی دعا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے فرمائی اور پھر ان دونوں کے لیے دعا فرمائی "جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمَا" "اللہ تمہارے متفرق امور کو جمع فرمائے۔"

"فَجَعَلَ اللّٰهُ نَسْلَهُمَا مَفَاتِیْحَ الرَّحْمَةِ وَمَعَادِنَ الْحِكْمَةِ وَاَمْنَ الْاُمَّةِ" اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو رحمت کی چابیاں اور حکمت کے خزانے اور امت کے لیے باعث امن بنایا پھر آپ ان دونوں (فاطمہ و علی) کو مخاطب کر کے فرمایا

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ فِیْكُمَا وَاَعَزَّ جَدَّكُمَا وَاَخْرَجَ مِنْكُمَا الْكَثِیْرَ الطَّیِّبَ

"اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکتیں عطا فرمائے تم میں برکت فرمائے تمہاری

کوشش کو عزت دے اور تم دونوں کو نہایت ہی پاکیزہ کثیر اولاد عطا فرمائے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وَاللّٰہِ لَقَدْ اَخْرَجَ مِنْھُمَا الْکَثِیْرُ الطَّیِّبُ۔

(الشرف المؤبد ص ۹۶، ذخائر العقبیٰ ص ۳۷)

"خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بہت ہی پاکیزہ اولاد عطا فرمائی۔"

حکم خداوندی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جب فرشتہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے انس! کیا تو جانتا ہے کہ جرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام لائے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جرائیل علیہ السلام کیا خبر لائے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھے جرائیل نے کہا ہے

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَاْمُرُکَ اَنْ تُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ۔

(نور الابصار ص ۴۲ از علامہ شبلنجی)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیجئے۔"

چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ بتول کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار سو مثقال حق مہر کے عوض صحابہ کرام کی موجودگی میں کر دیا۔

آسمانوں پر سیّدہ کا نکاح

حضرت علامہ حافظ ابو جعفر احمد بن عبداللہ المعروف محب طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذخائر عقبیٰ میں اور علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نزہت المجالس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور کہا ہے کہ آج فاطمہ کا جنت میں ان کی والدہ کے محل میں عقد ہوا ہے' اسرافیل علیہ السلام نے خطبہ پڑھا ہے اور جبرائیل و میکائیل علیہما السلام گواہ بنے اور خدائے رب العزت ولی ہوئے اور شوہر علی ہے۔

(نزہت المجالس مترجم جلد ۲ ص ۳۲۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ابھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد ہی میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُخْبِرُنِیْ اَنَّ اللّٰہَ زَوَّجَکَ فَاطِمَۃَ وَاَشْھَدَ عَلٰی تَزْوِیْجِھَا اَرْبَعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ۔ (ذخائر العقبیٰ) ص ۳۲

"یہ جبرائیل مجھے بتا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فاطمہ کو تمہاری زوجیت میں دے دیا اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے کہ

اِنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُ فَاطِمَۃَ ابْنَتَکَ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی فَزَوِّجْھَا مِنْہُ فِی الْاَرْضِ۔ (ذخائر العقبیٰ)

"بے شک میں نے آپ کی شہزادی کا نکاح عالم بالا میں علی المرتضیٰ ابن ابی طالب سے کر دیا ہے۔ پس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے زمین پہ کر دیا۔"

(آل رسول ص ۱۷۳ تا ۱۷۴)

سیدہ کا جہیز

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جہیز حضرت فاطمۃ الزہراء سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا کو عطا فرمایا کتب سیر و تواریخ میں اس کی تفصیل کچھ یوں منقول ہے

ایک چادر ایک چکی بستر سادہ کپڑوں کا ایک کھجور کے پتوں کی چٹائی ایک۔ ایک کپڑوں کا جوڑا ایک اعلیٰ کپڑے کی قمیض چاندی کے بازوبند دو عدد چار گلاس موٹے کپڑے کے تکیے چار ایک تانبے کا لوٹا دو مٹی کے گھڑے چارپائی ایک چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی قرآن مجید فرقان حمید کی چند سورتیں۔ (آل رسول ص ۱۷۵)

حق مہر

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی!

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِيْ أَنْ أُزَوِّجَكَ فَاطِمَةَ عَلٰى أَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالٍ فِضَّةٍ أَرَضِيْتَ بِذٰلِكَ

"بے شک اللہ رب العزت نے مجھے حکم فرمایا ہے (اے علی) کہ تیرا نکاح فاطمہ سے چار سو مثقال چاندی مہر کے عوض کر دوں کیا تو اس پر راضی

ہے؟"

حضرت علی نے خطبہ پڑھ کر عرض کیا

رَضِيْتُ بِذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(اشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۷، ۷۸، آل رسول ص ۱۷۷، ۱۷۸)

"یارسول اللہ! میں اس پر راضی ہوں۔"

جب سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: اے فاطمہ! میری یہ وصیت ہے کہ جب تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچو تو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا

"یارسول اللہ! میں آپ کا بڑا مشتاق ہوں۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور میری بھی ایک وصیت ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ پر چیخ چلا کر ماتم نہ کرنا اور میرے نور چشم حسن و حسین کو مارنا نہیں اور اے شیر خدا وہ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے انبوہ میں تشریف لے آئے ہیں اب میں جا رہی ہوں اور میرے انتقال کے بعد فلاں جگہ میں نے ایک کاغذ کا ٹکڑا بڑی حفاظت سے رکھا ہے اس کاغذ کو نکال کر میرے کفن میں رکھ دینا اور اسے پڑھنا نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے بنت رسول! میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بتا دو اس کاغذ میں کیا لکھا ہے۔

امت کی شفاعت سیدہ کا حق مہر

حضرت فاطمہ نے فرمایا اے ابن رسول! جب میرا نکاح آپ سے ہونے لگا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا فاطمہ! میں علی سے چار سو مثقال

چاندی کے مہر پر تمہارا نکاح کرنے لگا ہوں۔ میں نے عرض کیا علی مجھے منظور ہیں لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں، اتنے میں جبرائیل امین نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں جنت اور اس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم خود ہی بتادو کہ مہر کیا ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہر وقت اپنی امت کے غم میں رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار امت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو، چنانچہ جبرائیل علیہ السلام واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے کہ

جَعَلْتُ شَفَاعَةَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَدَاقَ فَاطِمَةَ۔ (جامع المعجزات مصری ص ۹۲)

''میں نے امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت فاطمہ کا مہر مقرر کیا۔''

جناب سید محمد صالح کشفی ترمذی سنی حنفی رقمطراز ہیں کہ

''جب جنابہ سیدہ کو معلوم ہوا کہ میرا مہر زر کی قیمت یعنی چار سو درہم مقرر ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی سب لوگوں کی بیٹیوں کے حق مہر درا ہم و دینار کے ہوتے ہیں اور آپ کی بیٹی کا مہر بھی درہم و دینار کا مقرر ہوا ہے پس فرق کیا ہوا آپ حق تعالیٰ سے درخواست کریں کہ میرا مہر آپ کی امت کی شفاعت مقرر کیا جائے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درگاہ خداوندی میں التماس کی جو فوراً مقبول ہوئی اور جبرائیل امین ایک پارچہ حریر لے کر حاضر خدمت ہوئے جس میں دو سطریں لکھی تھیں ان دو سطروں کا مضمون یہ تھا کہ

''حق تعالیٰ نے فاطمہ کا مہر اس کے پدر بزرگوار کی امت عاصی کی شفاعت مقرر کیا ہے''۔

اور بیان کرتے ہیں کہ جناب سیدۃ النساء نے اس پارچہ حریر کو بطور تبرک محفوظ رکھا جب وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ اس پارچہ کو میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیں تا کہ جب کل قیامت کے روز اٹھوں تو اسی پارچہ کو اپنی حجت قرار دے کر اپنے والد بزرگوار کی گنہگار امت کی شفاعت کروں۔

(کوکب دری، ص ۲۹۵-۲۹۶)

حضرت علامہ صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ نسفی کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میرا مہر قیامت کے روز امت کے لیے شفاعت طلبی مقرر کیا جائے

فَاِذَا صَارَتْ عَلَى الصِّرَاطِ طَلَبَتْ صَدَاقَهَا۔

(نزہۃ المجالس، جلد دوم، ص ۲۲۵ مطبوعہ قاہرہ مصر)

(بحوالہ آل رسول، ص ۷۶، ۷۷)

''پس جب امت پل صراط پر پہنچے گی تو وہ اپنا مہر طلب کریں گی''۔

متعدد کتب میں اس کے علاوہ بہت سی روایات موجود ہیں اگر کچھ تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب اسرار خطابت جلد ششم کا مطالعہ فرمائیں۔

سیّدہ کا وصال پر ملال

سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا کے وصال مبارک کی تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن تحقیق شدہ امر یہ ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو اس دار فانی سے

دارالبقاء کی طرف رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو رات میں دفن کیا۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد دوم، ص ۴۳ بحوالہ آل رسول، ص ۳۱۷-۳۱۸)

سیّدہ کی اولاد پاک

خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شہزادے،

۱-حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

۲-حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہید کربلا،

۳-حضرت سیدنا محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کی شہزادیاں،

۱-سیّدہ اُم کلثوم سلام اللہ علیہا،

۲-سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا،

۳-سیّدہ رقیہ سلام اللہ علیہا، (آل رسول، ص ۳۲۷-۳۲۸)

اثبات بنات اربعہ از کتب معتبرہ شیعہ

شیعہ حضرات کی اصول و فروع کتابوں سے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیوں کا ثبوت
متعدد یا ایک بھی حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو فی حوالہ
ایک ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ادھر آ ستمگر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

فقیر پر تقصیر المحتاج الی المولیٰ القدیر
سگ بارگاہ سرکار بخش لاثانی
گدائے کوچہ شاہ لاثانی علیہ الرحمت

محمد مقبول احمد سرور نقشبندی مجددی

خادم آستانہ عالیہ امام خطابت علیہ الرحمت
فیصل آباد
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ لاثانیہ حسینیہ علی پور سیداں شریف

1- شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتاب اصول کافی ملاحظہ ہو

وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ

(اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ خدیجہ (الکبری رضی اللہ تعالی عنہا) سے شادی کی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور خدیجہ کے بطن سے حضور کی اولاد بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، زینب، ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہو گیں۔"

۲- فروع کافی

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَنَاتٍ

(فروع کافی کتاب العقیقہ باب فضل البنات مطبوعہ تہران، جلد پنجم ص ۸۲)

"ابو عبد اللہ (حضرت امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی بیٹیوں کے باپ تھے۔"

۳- فروع کافی بحوالہ القول المقبول فی بنات الرسول:

جارود بن منذر جو لڑکی پیدا ہونے پر اسے معیوب خیال کرتا تھا تو امام جعفر الصادق نے فرمایا

قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَنَاتٍ۔

(فروع کافی جلد دوم ص ۸۴ بحوالہ القول المقبول فی بنات الرسول ص ۶)

"تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کئی لڑکیوں کے باپ تھے۔"

۴، ۵، ۶- القول المقبول فی بنات الرسول، تحفۃ العوام اور تہذیب الاحکام

تینوں کتابوں میں ملاحظہ ہو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ ابْنَيْ نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَنْ مَنْ آذَى نَبِيَّكَ فِيهِمَا.

(القول المقبول فی بنات الرسول ص ۲۰، تحفۃ العوام ص ۱۲۲ مطبوعہ لاہور، تہذیب الاحکام جلد اول ص ۲۸۷)

"اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت قاسم و طاہر اپنے نبی کے دونوں بیٹوں پر اور اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت رقیہ اور ام کلثوم اپنے نبی کی بیٹیوں پر اور لعنت فرما ان پر جو تیرے نبی کو ان (بیٹیوں) کے بارے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (یعنی ان کو نبی کی شہزادیاں تسلیم نہیں کرتے ان پر اے اللہ لعنت فرما)"

۷- قرب الاسناد لابی العباس

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ (ص) مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَرُقَيَّةُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ فَتَزَوَّجَ عَلِيٌّ (ع) مِنْ فَاطِمَةَ (ع) وَتَزَوَّجَ أَبُو الْعَاصِ ابْنُ رَبِيعَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ زَيْنَبَ وَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ أُمَّ كُلْثُومٍ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى هَلَكَتْ وَزَوَّجَهُ رَسُولُ اللّٰهِ (ص) مَكَانَهَا رُقَيَّةَ۔

(قرب الاسناد لابی العباس عبداللہ بن جعفر الحمیری ص ۹)

"کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالی عنہا) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کی اولاد پیدا ہوئی، قاسم، طاہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اُم کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) پھر نکاح کیا حضرت علی (علیہ السلام) نے حضرت فاطمہ (علیہا السلام) سے اور نکاح کیا ابو العاص بن ربیعہ نے جو کہ بنی امیہ میں سے تھے حضرت زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اور نکاح کیا حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے دخول نہیں کیا تو وہ فوت ہو گئیں اور نکاح کیا حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اُم کلثوم کی جگہ حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا۔"

۸- خصال لابن بابویہ

ابو بصیر حضرت جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ خَدِيْجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَتَزَوَّجَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَتَزَوَّجَ اَبُو الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ زَيْنَبَ وَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ فَمَاتَتْ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَمَّا سَارُوْا اِلٰى بَدْرٍ زَوَّجَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ رُقَيَّةَ (خصال لابن بابویہ الجلد الثانی ص ۳۷)

"حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اولاد حقیقی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی و قاسم اور طاہر ان کا نام عبداللہ تھا اُم کلثوم اور رقیہ اور زینب اور فاطمہ نکاح کیا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاطمہ علیہا السلام سے اور نکاح کیا ابو العاص بن ربیع نے اور وہ بنی امیہ

سے تھا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور نکاح کیا حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پھر وہ فوت ہو گئیں اور اس کے ساتھ مجامعت نہیں فرمائی پھر جب وہ جنگ بدر کی طرف چلے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا۔"

۹- کتاب الاستبصار

یزید بن خلیفہ نے کہا

كُنْتُ عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقُمِّيِّيْنَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَتُصَلِّى النِّسَاءُ عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْمَا تَذَكَّرَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ اَبِي الْعَاصِ وَحَدَّثَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا وَاِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ تُوُفِّيَتْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِيْ نِسَائِهَا فَصَلَّتْ عَلٰى اُخْتِهَا۔ (کتاب الاستبصار جلد اوّل صفحہ ۲۴۵)

"میں حضرت (جعفر صادق) ابو عبداللہ علیہ السلام کے پاس تھا تو قمیوں میں سے کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اے ابو عبداللہ! کیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟ راوی نے کہا کہ حضرت ابو عبداللہ (امام جعفر الصادق) نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغیرہ بن ابی العاص کے خون ضائع ہونے کی بات فرما رہے تھے اور آپ نے لمبی حدیث بیان فرمائی اور بلاشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی زینب فوت ہوئیں تو یقیناً حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنی عورتوں میں نکلیں

اور آپ نے اپنی ہمشیرہ حضرت زینب پر نماز جنازہ پڑھی۔"

۱۰۔ مجالس المومنین:

قاضی نور اللہ شوشتری لکھتا ہے کہ

"اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد"

(مجالس المومنین، جلد اول، ص ۲۰۴ مطبوعہ تہران)

"اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی بیٹی حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نکاح میں دی تو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی بیٹی حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقد میں دی۔"

۱۱۔ مناقب آل ابی طالب

وَاَوْلَادُهٗ وُلِدَ مِنْ خَدِيْجَةَ الْقَاسِمُ وَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهِيَ اٰمِنَةُ وَفَاطِمَةُ

(مناقب آل ابی طالب، جلد اول، ص ۱۶۱ مطبوعہ قم ایران طبع جدید)

"حضور علیہ السلام کی اولاد حضرت خدیجہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ جن کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں اور انہیں سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں سیدہ زینب، رقیہ، اُم کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے (اُم کلثوم کنیت ہے) اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھن)"

۱۲۔ کتاب الامالی:

شیخ طوسی نے کہا

وَرُوِيَ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَخَلَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا

السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ اُخْتِهَا رُقَيَّةَ عُثْمَانَ لِسِتَّةَ عَشَرَ يَوْمًا۔

(کتاب الامالی للشیخ الطوسی، ص ۲۷)

"اور روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق امیر المومنین علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب آپ کی بہن رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال کے دس دن بعد گئے۔"

۱۳۔ مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ الْفَقِيْهُ:

ابو مریم نے اپنے باپ سے اس کو ذکر کیا کہ

اَنَّ اُمَامَةَ بِنْتَ الْعَاصِ وَ اُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَحْتَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَخَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمُغِيْرَةُ بْنُ نَوْفَلٍ۔ (من لا يحضره الفقيه ص ۷ ۲)

"بے شک امامہ بنت عاص جن کی والدہ زینب بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھیں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے وصال کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے امامہ بنت عاص سے نکاح کر لیا۔"

۱۴۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید

قَالَ شَيْخُنَا اَبُوْ عُثْمَانَ وَلَمَّا مَاتَتِ الْاِبْنَتَانِ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْتُهُ اِبْنَتَيْنِ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِيْ ثَالِثَةً لَفَعَلْتُ قَالَ قَالَ وَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُوالنُّوْرَيْنِ۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید، جلد سوم، ص ۴۶۰ طبع بیروت)

"ہمارے شیخ ابو عثمان نے کہا کہ جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کے نکاح میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بیٹیاں فوت ہو گئیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دو بیٹیوں کی عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر دیتا۔ راوی کہتا ہے انھوں نے فرمایا (ابو عثمان سے) کہ اسی لیے حضرت عثمان کو دو نوروں والا کہتے ہیں۔"

۱۵-مروج الذهب للمسعودی

وَكَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللّٰهِ الْأَكْبَرُ وَ عَبْدُ اللّٰهِ الْأَصْغَرُ أُمُّهُمَا رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مروج الذهب للمسعودی جلد دوم ص ۳۳۱ ذکر خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے عبداللہ اکبر اور عبداللہ اصغر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے۔"

۱۶-التنبیه والاشراف للمسعودی

"مشہور شیعہ مورخ مسعودی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی رقیہ کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبداللہ نامی بیٹا اسی شہزادیٔ رسول سے پیدا ہوا جو چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔"

(التنبیه والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

۱۷-شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام

عثمان رقیہ و ام کلثوم را بنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بہمسری دو آورد۔

(شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام خطبہ ۲۰ ص ۵۱۹ مطبوعہ تہران)

"حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ہیں۔"

۱۸-تفسیر مجمع البیان

صاحب تفسیر مجمع البیان واضح طور پر لکھتے ہیں کہ

عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَامْرَأَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

(تفسیر مجمع البیان جلد دوم جز دوم ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران)

"حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔"

۱۹-منہج الصادقین

پارہ ۲۲ سورۃ احزاب کی آیت کریمہ ۵۹ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ الخ کا ترجمہ شیعہ محقق نے یوں کیا

"اے پیغمبر بگو مر زنانِ خود را و مر دختران خود را" (منہج الصادقین جلد ۷ ص ۳۳۲)

"اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرما دو۔"

۲۰-مسالک الافہام

بنو ہاشم کی شادیاں غیر بنو ہاشم میں کرنے کو ناجائز قرار دینے والے خود کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو

اَزْوَجَ اِبْنَتَهُ عُثْمَانَ وَ زَوَّجَ اِبْنَتَهُ زَيْنَبَ بِاَبِي الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِيْعِ وَلَيْسَا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ

(مسالک الافہام شرح "شرائع الاسلام" جلد اول "کتاب النکاح" مطبوعہ ایران ۱۲۷۳ھ)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک شہزادی کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی اور دوسری دختر کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے فرمایا یہ دونوں بنی ہاشم سے نہ تھے۔"

۲۱- اعیان الشیعہ

صاحب اعیان الشیعہ لکھتے ہیں کہ

وَفِیْ مَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیْجَۃَ اَرْبَعُ بَنَاتٍ کُلُّھُنَّ اَدْرَکْنَ الْاِسْلَامَ وَھَاجَرْنَ وَھُنَّ زَیْنَبُ وَ فَاطِمَۃُ وَ رُقَیَّۃُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ قَالَ الطَّبْرَسِیُّ فِیْ اَعْلَامِ الْوَرٰی وَغَیْرِہٖ اِنَّ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَھَا عُثْمَانُ بَعْدَ اُخْتِھَا رُقَیَّۃَ وَ تُوُفِّیَتْ عِنْدَہٗ۔

(اعیان الشیعہ جلد سوئم ص ۱۷، ۴۸۶ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطبوعہ بیروت طبع جدید)

"مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن سے چار شہزادیاں تھیں' ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی اور وہ زینب، فاطمہ، رقیہ اور اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔ اعلام الوری وغیرہ میں طبرسی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی اُم کلثوم سے حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شادی کی ان کی بہن رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بعد اور ان کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی ہوا۔"

۲۲- بحار الانوار

وَلَدَتْ خَدِیْجَۃُ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ وَ رُقَیَّۃَ وَ اُمَّ

کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَۃَ۔

(بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۱۶۶ تا ۱۹۲ باب عدد اولاد علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیاں زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

۲۳، ۲۴، ۲۵، ناسخ التواریخ

"در ہنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند" (ناسخ التواریخ جلد اول ص ۲۶۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو شہزادیاں ہجرت کے وقت مکہ معظمہ رہ گئی تھیں۔

اسی ناسخ التواریخ جلد سوئم، ص ۹۳ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر کا حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہے کیونکہ "رقیہ دختر رسول مریض بود" کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہزادی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں۔

مزید لکھا ہے کہ "رقیہ دختر رسول خدا بود"

یعنی حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھیں۔ (ناسخ التواریخ جلد اول ص ۱۶۴ (وقائع سال دوم ہجری)

۲۶- چہاردہ معصوم

جلد اول باب پنجم، ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۲۷-المبسوط

وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقَيَّةَ وَأُمَّ كُلْثُومٍ عُثْمَانَ لَمَّا مَاتَتِ الثَّانِيَةُ قَالَ لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةُ لَزَوَّجْنَاهَا إِيَّاهُ۔ (المبسوط جلد چہارم ص ۱۵۸ کتاب النکاح)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو شہزادیوں رقیہ اور اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نکاح میں دیں جب دوسری کا بھی انتقال ہو گیا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو میں اسے بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

۲۸، ۲۹-شافی، تلخیص الشافی

اہل تشیع کے دو نامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰ نے اپنی کتاب الشافی میں اور شیخ طوسی نے اس کی تشریح تلخیص الشافی جلد ۲ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی اور حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

۳۰-منتخب التواریخ

"اما مکرمہ زینب در سال پنجم از تزویج جناب خدیجۃ الکبریٰ بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد شد" (منتخب التواریخ باب اول ص ۲۲ مطبوعہ ایران)

حضرت زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی کریم علیہ السلام کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے نکاح کے پانچویں سال پیدا ہوئیں۔

۳۱-حیات القلوب

ملاں باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ

"دختران آنحضرت چہار نفر بودند و ہمہ از خدیجہ بوجود آمدند"

(حیات القلوب جلد دوم ص ۲۰۲ باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب کی سب حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے پیدا ہوئیں۔

۳۲-منتہی الآمال

"در قرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و اُم کلثوم و رقیہ و زینب"

(منتہی الآمال جلد اول ص ۱۰۸ فصل ششم باب اول مطبوعہ ایران)

۳۳-مروج الذہب

میں بھی یہی عبارت درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

قرب الاسناد میں امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد طاہر و قاسم اور فاطمہ و اُم کلثوم و رقیہ و زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوئی۔ (مروج الذہب جلد ۲ ص ۲۹۱)

۳۴-حیات القلوب

نبی کریم علیہ السلام کا فرمان ملاں باقر مجلسی نے خود نقل کیا ہے کہ سرکار نے فرمایا

"و خدیجہ او را خدا رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبداللہ بود و قاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ و زینب و اُم کلثوم از و بہم رسید"

(حیات القلوب جلد دوم ص ۱۵۷ باب فضائل خدیجہ از ملا باقر مجلسی)

اللہ کریم حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر رحم فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ

نے طاہر و مطہر (عبداللہ) اور قاسم اور رقیہ و فاطمہ و زینب اور اُم کلثوم سب کو جنم دیا۔

۳۵۔حیات القلوب

”در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و اُم کلثوم و رقیہ و زینب“

(حیات القلوب، جلد دوئم ص ۷۲۰ باب ۵۱ مطبوعہ لکھنؤ) ترجمہ گزر چکا ہے۔

۳۶۔مرآۃ العقول

اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرآۃ العقول نے جلد اول ص ۳۵۲ پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا ہے اور علامہ ابن شہر آشوب کے ”المناقب“ سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا ہے۔

۳۷۔ذبح عظیم

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

”ھذا الحسین خیر الناس خالاً و خالۃً و خالہ عبد اللہ وابراھیم و خالتہ زینب و رقیۃ و ام کلثوم“

(ذبح عظیم ص ۲۴ مصنفہ سید اولاد حیدر مطبوعہ لاہور طبع جدید)

اور یہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبداللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب و رقیہ اور حضرت اُم کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

۳۸۔انوار نعمانیہ

”ولکنا ولدت لہ ابنان و اربع بنات زینب و رقیۃ و ام

کلثوم و فاطمۃ“ (انوار نعمانیہ، جلد اول ص ۳۶۷ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

اور حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو صاحبزادے جنے اور آپ ہی سے چار شہزادیوں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُم کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

۳۹۔مرآۃ العقول

”روی الصدوق فی الخصال باسنادہ عن ابی عبد اللہ قال ولد لرسول اللہ من خدیجۃ القاسم والطاہر و ھو عبد اللہ وام کلثوم و رقیۃ و زینب و فاطمۃ“

(مرآۃ العقول شرح الاصول و الفروع، جلد الاول ص ۳۵۲)

ترجمہ ہو چکا ہے۔

۴۰۔تنقیح المقال (فیصلہ کن بات)

”ان کتب الفریقین مشحونۃ بانھا ولدت للنبی (ص) اربع بنات زینب و ام کلثوم و فاطمۃ و رقیۃ“

(تنقیح المقال، جلد سوئم ص ۷۷، باب الخاء)

شیعہ و سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی صلبی بیٹیاں چار تھیں جن کے نام زینب، اُم کلثوم، رقیہ اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

۴۱۔ابن شہر آشوب

”اولادہ من خدیجۃ القاسم و عبد اللہ وھما الطاھر والطیب وأربع بنات زینب و رقیۃ و ام کلثوم وھی آمنۃ وفاطمۃ“۔ (ابن شہر آشوب، جلد اول ص ۱۸۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے قاسم اور عبداللہ اور وہ طیب و طاہر اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)۔

وَاَمَّا رُقَیَّۃُ فَتَزَوَّجَہَا عُتْبَۃُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ تَزَوَّجَہَا عُتَیْبَۃُ وَہُمَا اِبْنَا اَبِیْ لَہَبٍ فَطَلَّقَاہُمَا فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ رُقَیَّۃَ بِالْمَدِیْنَۃِ وَوَلَدَتْ لَہٗ عَبْدَ اللّٰہِ صَبِیًّا لَمْ یُجَاوِزْ سِتَّ سِنِیْنَ۔

اور لیکن رقیہ، ان سے نکاح کیا عتبہ نے اور ام کلثوم، ان سے نکاح کیا عتیبہ نے اور وہ دونوں ابولہب کے بیٹے تھے تو ان دونوں نے ان کو طلاق دے دی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رقیہ سے مدینہ طیبہ میں نکاح کیا ان سے ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہوا وہ چھ سال سے زیادہ عمر کا نہیں ہوا۔

۴۲- اجبار ماتم

"جلد عاشر بحار میں یہ قول لکھا ہے کہ بزل ہروی نے حسین بن روح سے پوچھا دختران رسول خدا کتنی پیدا ہوئیں جواب دیا کہ چار بنات مصطفیٰ تھیں فَقَالَ اَیُّہُنَّ اَفْضَلُ فَقَالَ فَاطِمَۃُ قَالَ وَلِمَ صَارَتْ اَفْضَلَ۔الخ" (اجبار ماتم ص ۸۵)

علاوہ ازیں حیات القلوب جلد دوئم، ص ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۸، ۶۴۶، ص ۳۳۰ پر بنات اربع کا ثبوت موجود ہے تحفۃ العوام، ص ۱۱۳ حاشیہ شیخ عباس قمی پر منتہی الامال جلد اوّل، ص ۹۷ ناسخ التواریخ جلد دوئم ص ۶۴۴ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت موجود ہے تمام کتب فقیر کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ عندالطلب حوالہ جات دکھائے جا سکتے ہیں۔

محمد مقبول احمد سرور فیصل آباد

کتابیات

۱ قرآن کریم
۲ تفسیر ضیاء القرآن
۳ تفسیر الحسنات
۴ تفسیر در منثور عربی
۵ تفسیر کمالین اردو
۶ تفسیر در منثور اردو
۷ بخاری شریف
۸ جامع الاحادیث
۹ کنز العمال
۱۰ جامع الترمذی شریف
۱۱ ابن ماجہ شریف
۱۲ ابوداؤد شریف
۱۳ مسلم شریف
۱۴ طحاوی
۱۵ حلیۃ الاولیاء
۱۶ الخصائص الکبریٰ
۱۷ فضائل الخمسہ
۱۸ الاستیعاب
۱۹ سیرۃ ابن ہشام
۲۰ طبقات ابن سعد
۲۱ البدایہ والنہایہ
۲۲ مجمع الزوائد
۲۳ تاریخ ابن عساکر
۲۴ بیہقی شریف
۲۵ زرقانی شریف
۵۴ انوار محمدیہ للنبہانی
۵۵ سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ
۵۶ معارج النبوت
۵۷ السیرۃ الحلبیہ
۵۸ بنات مصطفےٰ
۵۹ ذخائر العقبیٰ
۶۰ المعارف ابن قتیبہ
۶۱ الفضل الموہد آل محمد طبرسی
۶۲ انوار نبوت
۶۳ روضۃ الشہداء
۶۴ الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی
۶۵ اصحاب الراضیین
۶۶ جامع المعجزات
۶۷ اصول کافی، شیعہ
۶۸ حیاۃ القلوب، شیعہ
۶۹ سیرت رحمۃ للعالمین، اہل حدیث
۷۰ جمرۃ الانساب، شیعہ
۷۱ منتہی الامال شیعہ
۷۲ تقویۃ الایمان، وہابی دیوبندی
۷۳ سیرت النبی شبلی نعمانی دیوبندی
۷۴ فروع کافی، شیعہ
۷۵ القول المقبول، شیعہ
۷۶ تحفۃ العوام، شیعہ
۷۷ تہذیب الاحکام، شیعہ
۷۸ قرب الاسناد، شیعہ

۲۶ شرح مسلم سعیدی
۲۷ الاصابہ فی تمیز الصحابہ
۲۸ شفاء قاضی عیاض
۲۹ امہات المومنین
۳۰ تنزیہ الشریعۃ لابی نعیم
۳۱ الامن والعلی از اعلیٰ حضرت
۳۲ صواعق المحرقہ
۳۳ فتاویٰ رضویہ
۳۴ کوکب دری
۳۵ مقیاس خلافت
۳۶ تاریخ ابن کثیر
۳۷ تاریخ کامل
۳۸ تاریخ طبری
۳۹ تاریخ ابن خلدون
۴۰ تاریخ مدینہ دمشق
۴۱ المستدرک للحاکم
۴۲ حبیب اعظم
۴۳ ضیاء النبی
۴۴ تاریخ الخمیس
۴۵ سیرت ابن کثیر
۴۶ تراجم سیدات بیت نبوت
۴۷ الصواعق المحرقہ
۴۸ برق سوزاں
۴۹ تاریخ بغداد للخطیب
۵۰ نزہت المجالس
۵۱ آل رسول
۵۲ نور الابصار
۵۳ مدارج النبوت از حضرت دہلوی

۷۹ خصال لابن بابویہ، شیعہ
۸۰ الاستبصار، شیعہ
۸۱ مجالس المومنین، شیعہ
۸۲ مناقب آل ابی طالب، شیعہ
۸۳ کتاب الامالی، شیعہ
۸۴ من لا یحضرہ الفقیہ، شیعہ
۸۵ شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید، شیعہ
۸۶ مروج الذہب للمسعودی، شیعہ
۸۷ التنبیہ والاشراف للمسعودی، شیعہ
۸۸ شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام، شیعہ
۸۹ تفسیر مجمع البیان، شیعہ
۹۰ منہج الصادقین شیعہ
۹۱ مسالک الافہام، شیعہ
۹۲ اعیان الشیعہ شیعہ
۹۳ مجمع البحرین، شیعہ
۹۴ بحار الانوار، شیعہ
۹۵ ناسخ التواریخ، شیعہ
۹۶ چہاردہ معصوم، شیعہ
۹۷ الملہوف، شیعہ
۹۸ شافی و تلخیص الشافی، شیعہ
۹۹ منتخب التواریخ، شیعہ
۱۰۰ حیات القلوب، شیعہ
۱۰۱ مرآۃ العقول، شیعہ
۱۰۲ تنقیح المقال، شیعہ
۱۰۳ انوار نعمانیہ، شیعہ
۱۰۴ ذبح عظیم، شیعہ
۱۰۵ ابن شہر آشوب شیعہ
۱۰۶ اخبار ماتم، شیعہ